لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین
القرآن الحکیم

الهلال

ایک هفته وار مصور رساله

مقام اشاعت
۷ ـ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

قیمت
سالانه ۸ روپیه
ششماهی ٤ روپیه ۱۲ آنه

نمبر ۱۵
کلکته : چهارشنبه ۱۱ ذیقعده ۱۳۳۰ هجری
Calcutta : Wednesday, October 23, 1912.
جلد ۱

قیمت فی پرچه
ساڑھے تین آنه

ناشرانِ قرآن لمیٹڈ کی عمدہ، مستند اور ارزاں مطبوعات

ناشرانِ قرآن لمیٹڈ نے پندرھویں صدی ہجری کے آغاز سے قرآن کریم اور حدیث پاک کے معانی و مطالب، احکام و ہدایت اور اسرار و غوامض کو گھر گھر پہنچانے کیلئے جدید اشاعتی منصوبہ بنایا ہے۔ جس کے تحت پاک و ہند برِاعظم کے سربر آوردہ مفسّرین و محدثین اور علوم دینیہ کے دُوسرے نامور فضلاء کی تحریریں، صحت کے کامل اہتمام شائع کی جارہی ہیں۔ دینی کتابوں کی اشاعت کے اِس اعلیٰ مرکز نے انگریزی زبان میں بھی، علوم اسلامیہ پر مشتمل کتب شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ جسکا آغاز قرآن کریم، احادیث نبوی کے انتخاب اور سیرتِ خاتم النبیین سے کیا جارہا ہے۔ ہماری مطبوعات کتابت و طباعت کے اچھے انداز، جلدوں کی خوشنمائی اور قیمتوں کی ارزانی کے باعث مقبولِ خاص و عام ہیں۔ چند ایک کتابوں کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

شمائل شریف مترجم:۔ تاریخی شہرت والے خطاط منشی ممتاز علی مرحوم کے خانوادۂ کتابت کے جانشین اور دورِ حاضر کے صاحب طرز خوشنویس سید نفیس رقم کے والد سید اشرف علی کی کتابت میں خوشنما متن۔ بین السطور میں امام الہند حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فرزند عالی مقام حضرت شاہ عبد القادر کا سب سے پہلا اور انتہائی مستند اردو ترجمہ، حاشیہ پر موضح القرآن کے فوائد، اس کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے صاحبزادہ مولانا محمد میاں صدیقی کا مرتب کیا ہوا رکوع وار خلاصہ مطالب جو حفظِ معانی کیلئے لغایت درجہ مفید ہے۔ ہدیہ۔ ۱۶ روپے

منازلُ العرفان فی علوم القرآن:۔ شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلوی، جانشین مفسر و محدث بے بدل حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے قرآن کریم کے نزول و ترتیب اور دیگر علوم پر مبسوط تصنیف قلمبند کرکے اردو میں اس فن کی کتابوں میں اضافہ کیا ہے۔ اس میں مراتب تفسیر، طبقاتِ مفسرین اعجاز قرآن، مفاتحِ سُوَر، ربط مضامین، ناسخ و منسوخ اور مخاطبین قرآن کے مختلف گروہ، علوم قرآنیہ، صفاتِ خداوندی، دلائلِ نبوت، تہذیب النفس، تزکیہ و تخلیہ، تدبیر منزل، سیاست مُدن اور مقاصدِ قرآن سے بحث ہے۔ متوسط تقطیع، قیمت -/۳۰ روپے

قاسم العلوم مع اردو ترجمہ انوار النجوم:۔ عقائد و اعمال اور حقائقِ دینیہ کے بارے میں بانی دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے مجتہدانہ خطوط فارسی، جن کا اردو ترجمہ پروفیسر انوار الحسن شیر کوٹی نے کیا ہے۔ بڑی تقطیع کے ۵۶۰ صفحات، قیمت ۳۶/۰۰ روپے

نسخۂ کیمیا:۔ حجۃ الاسلام امام غزالی کی شہرۂ آفاق تصنیف، کیمیائے سعادت کا مکمل مستند بامحاورہ اردو ترجمہ، از پروفیسر عبد المجید یزدانی۔ بڑی تقطیع، صفحات ۱۲۸ قیمت ۵ روپے

گنجِ مطلوب:۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی شہرہ آفاق تصنیف "کشف المحجوب" کا مستند ترین اردو ترجمہ از پروفیسر عبد المجید یزدانی، جو شرق و غرب کی پوری کاوش و تحقیق کے بعد متعین ہونے والے نہایت صحیح متن پر مبنی ہے۔ متوسط تقطیع، صفحات ۷۰۴، قیمت -/۳۰ روپے

خزینۂ معارف:۔ علامہ احمد بن مبارکؒ نے اپنے مرشد کامل حضرت سید عبد العزیز باغؒ کی کرامات اور سلوک و تصوف کے متعلق آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی کی تشریحات اپنی اہم تصنیف "الابریز" میں بیان کی ہیں۔ اس اہم کتاب میں پیر و مرشد پکڑنے، مرید پکڑنے اور مرید کی تربیت کے بارے میں تفصیلی بحث ہے۔ فاضل مترجم ڈاکٹر پیر محمد حسن نے آغازِ کتاب میں ایک مبسوط دیباچہ بھی لکھا ہے۔ متوسط تقطیع، صفحات ۸۰۶، قیمت -/۳۰ روپے

صحیح بخاری شریف مترجم و مشرح:۔ فاضل دیوبند مولانا عبد الرزاق کے قلم سے احادیث کے اس مجموعہ کا بالکل نیا اردو ترجمہ، جسے "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" قرار دیا گیا ہے۔ ایک کالم میں مشکول عربی متن، مقابل میں اردو ترجمہ، ہر حدیث پر نمبر، ہر صفحہ کے آخر میں مولانا وحید الزمان کے نظر ثانی شدہ حواشی مع ضروری اضافہ جات، کتاب کے آغاز میں مبسوط مقدمات، حضرت شاہ ولی اللہ اور شیخ الحدیث مولانا احمد علی سہارنپوری کے دیباچوں کا اردو ترجمہ، شیخ الہندؒ کے تبرکات حضرت مولانا انور شاہ کشمیری، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے امالی پر مبنی، بڑی تقطیع کے ... ۵ ہزار سے زائد صفحات، قیمت جلد اول ۷۵/ روپے مکمل سیٹ ۳۷۵/ روپے

مشکوٰۃ المصابیح:۔ ایک کالم میں عربی متن سامنے اردو ترجمہ، حاشیہ پر حدیث کا خلاصہ مضمون بڑی تقطیع کے پونے دو ہزار صفحات کی دو جلدوں میں مکمل مع اسماء الرجال، قیمت فی جلد ۶۰/ روپے مکمل سیٹ ۱۲۰/ روپے

تاریخ حدیث و محدثین:۔ از مولانا غلام احمد حریری ایم۔ اے، فاضل علوم دینیہ، شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور، احادیث رسول پاک کی تدوین اور محدثین کی سوانح و تنقید پر ایک مفصل اور جامع کتاب۔ عام کتابی تقطیع، ۶۵۶ صفحات، قیمت /۱۸ روپے

بہشتی زیور و مختصر بہشتی زیور:۔ از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، اسلامی تعلیمات پر موجودہ صدی کی حد درجہ مقبول، نہایت مستند اور انتہائی مفید تصنیف جس کی ہر مسلمان کو احتیاج ہے۔ یہ کتاب عائلی زندگی میں روزمرہ پیش آنے والے اہم دینی و دنیوی معاملات کا بے مثل مستند نصاب ہے۔ جو ہر مسلمان مرد و زن کے لئے پیدائش سے موت تک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت تھانویؒ کی حیاتِ مبارکہ میں شائع ہونیوالے آخری مستند ایڈیشن کے عین مطابق، اس نسخہ میں مفتی جمیل احمد تھانوی نے مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ مکمل، مدلل، عکسی ایڈیشن بڑی تقطیع، ۱۰۹۰ صفحات، قیمت ۵۴/- روپے
مختصر بہشتی زیور، عام کتابی تقطیع صفحات ۶۲۵، قیمت /۲۴ روپے

احسن المسائل:۔ مولانا محمد احسن نانوتوی کے قلم سے فقہ حنفی کے مشہور متن کنز الدقائق آسان اور بامحاورہ اردو ترجمہ، سالہا سال سے اس ترجمہ کو بہت مستند قرار دیا جاتا ہے۔ قیمت ۱۹/۵۰ روپے۔

مخزنِ اخلاق:۔ از مولانا رحمت اللہ سبحانی لودیانوی، اخلاقیات سے متعلق ہر قسم کے مضامین متفرقہ کا نہایت دلچسپ، مفید عام، دانش آموز، خرد افروز، مجموعہ اور بہترین و دلنشیں انتخابات و اقتباسات کا لاثانی تحفہ، جسے غیر معمولی قبول عام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس میدان میں دنیا بھر کی کوئی تالیف بحیثیت مجموعی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔
اہم خوبی یہ ہے۔ کہ آپ اسے جہاں سے پڑھنا شروع کریں۔ انتہائی دلچسپ اور معلومات افزا پائیں گے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسے زیر مطالعہ رکھنے کا فیصلہ کرلیں گے
متوسط تقطیع، پونے سات سو صفحات، قیمت /۳۶ روپے

دینی مدارس:۔ علامہ جمیل احمد تھانوی، مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور کے قلم سے دینی مدارس کے نظام و نصاب کا مفصل جائزہ صفحات ۲۰۰، قیمت ۴/۵۰ روپے

تبلیغی جماعت کی تمام کتابیں، بشمول تبلیغی نصاب، فضائل صدقات، فضائل حج حیاۃ النبیؐ، سوانح حیات حضرت جی مولانا محمد یوسفؒ، اور تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات بھی ہماری مطبوعات میں شامل ہیں نیز دیگر اسلامی کتب ہم سے طلب فرمائیں۔

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدير مسئول و خصوصي
ابو الكلام الدهلوي

مقام اشاعت
۱ - مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۱ | کلکتہ : چہارشنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۳۰ ہجری | نمبر ۱۵

Calcutta : Wednesday, October 23, 1912.

فہرس

شذرات	۲
مقالۂ افتتاحیہ	
القسطاس المستقیم (۳)	۵
مقالات	
ازاد کي راے نمبر (۲)	۸
صفحة من صفحات التاريخ	۱۰
اسئلة و اجوبتها	
حکم تعظیم اسمی انحضرت صلی الله علیه و سلم	۱۱
فکاهات	
مسلم لیگ (ایک نظم)	۱۳
کارزار طرابلس	۱۴
مسیحي تہذیب کي تاریخ کا ایک صفحہ	
جنگ ترکي و یورپ	
ہفتہ رواں	۱۵
جنگ کي پہلي منزل	۱۶

تصاویر

سلطان محمد فاتح کا قسطنطنیہ میں داخلہ	۱۰
فالتو بک جنکو اٹلی نے خدیوي جہاز سے گرفتار کرایا تھا	۱۴
بنغازي کے جدید اٹالین مورچے اور گن ہیاں	۱۶

[illegible]

ادارۂ الهلال کے لیے عربی اور انگریزي تعلیم یافتہ اصحاب کي ضرورت کا اعلان شائع ہوا تھا ... جن حضرات ... وہ چند روز توقف فرمائیں ... تمام ... بعد نتیجہ سے اطلاع دي جاے گي

رجال الغیب

—:—

الهلال کي پالیسي وضع زمانہ کے خلاف ' اسکا اسلوب و لہجہ درشت و سخت ' اسکے مضامین ترتیب میں چھپتے ہیں ' جسکے عام طور پر لوگ عادي نہیں ' پھر کیا یہ حق اور صداقت کي قدرتي فتح مندي نہیں ہے کہ الله دلوں کے دروازے اسکے لیے کھولتا جاتا ہے ؟ ما یفتح الله للناس من رحمة ' فلا ممسك لها ' و ما یمسك فلا مرسل له [الله اپني رحمت کا دروازہ بندوں پر کھولدے ' تو کوئي نہیں جو اُسے بند کرسکے ' اور اگر اسکا دروازۂ رحمت بند ہوجاے ' کون ہے جو اُسے کھول سکتا ہے ؟]

دهلي سے ایک بزرگ اس وقت تک پندرہ بیس خریدار بھیج چکے ہیں ' اور انکا نام تک ہمیں معلوم نہیں - اس سے بھي بڑھکر یہ کہ آج ایک پچاس روپیہ کا نوٹ ہمارے نام آیا ہے ' جسکے ساتھہ ایک گمنام خط اس مضمون کا ہے :

" خدا کے لیے اپني ہٹ سے باز آجائیے ' مسلمانوں کے لیے الهلال ایک باب رحمت کھلا ہے ' اسکا نفع محدود نہ کیجیے - آپنے مجبور ہوکر طلبا کي رعایت بند کردي ہے ' یہ حقیر رقم لیجیے اور ۲۵ طالب علموں کو ۲ روپیہ میں الهلال دیجئے - نام اسلیے نہیں لکھتا کہ آپ روپیہ واپس کردینگے "

ہم انسے وعدہ کرتے ہیں کہ روپیہ کي نسبت کوئي فیصلہ ایسا نہ کرینگے جو انکي مرضي کے خلاف ہو ' مگر خدا کے لیے اپنے نام سے ہمیں اطلاع بخشیں ' اور اس سے محروم نہ رکھیں - جب تک وہ نام نہیں بتلائیں گے ' روپیہ بمد امانت محفوظ رہے گا -

---

موجودہ بلقاني جنگ کا نقشہ اس ہفتے نہیں دیا جاسکا ' اینده ہفتے شائع ہوجاے گا ' اسکے مطالعے سے جنگ کے سمجھنے میں مدد ملے گي -

شذرات

جہل اور الحاد کا اجتماع ضدین کوئي صاحب اگر عجائبات عالم کي فہرست طیار کریں ' تو مسلمانان ہند کے موجودہ دور ترقي میں انکے لیے نہایت کارآمد ذخیرے ہیں - سب سے بڑھکر اعجب العجائب واقعہ تو یہ ہے کہ دنیا میں جو متضاد چیزیں کبھي بھي جمع نہیں ہوئي تھیں ' نئي ترقي کے دور افسونگر نے اپنے جادو سے ایک جگہہ کھڑي کردیں - الحاد اور دہریت کا ظہور ہمیشہ علوم مادیہ کے عروج اور ترقي کے زمانے میں ہوتا ہے - یورپ اپنے دور مظلمہ میں علوم سے بے بہرہ تھا ' ساتھہ ہي مذہب کا تسلط بھي پوري قوت سے قایم تھا - مگر جب علوم و فنون کا دور شروع ہوا ' تو الحاد کا بیج بھي برگ و بار لایا - لیکن اجکل ترقي یافتہ مسلمان جہل علمي ' اور الحاد دیني ' دونوں کا مجموعہ ہیں :

ان ہذا من اعاجیب الزمن

سب سے پہلے جہل کا حال سنیے - بیشک مسلمانوں نے سرکاري نوکریوں کے میدان میں تو اپني تعداد پہلے سے زیادہ کر لي ہے - یہ بھي سچ ہے کہ اگر علم کو غذاے صبح و شام کے حصول کا ذریعہ بننے کي عزت دیجاے (علي رغم انف افلاطون) تو مسلمانوں نے واقعي اس عزت بخشي میں عدیم النظیر فیاضي دکہلائي ہے ' اور ایک ایسي شکم پرستي کي زندگي بی - اے اور ایم - اے ہو کر پیدا کرلي ہے ' جسکي نظیر ملنا مشکل ہے - لیکن شاید اس ترقي کو ترقي تسلیم کرنے سے خود ترقي یافتوں کو بھي شرم آے - پھر بتلائیے کہ پورے پچاس برس کي انگریزي تعلیم نے اجتک ایک مصنف ' ایک مقرر ' ایک ماہر سیاست ' اور ایک بھي بڑا آدمي پیدا کیا ؟ انگریزي تعلیم کي منقبت اور اس کا وجوب جب ہمیں سمجھایا گیا تھا ' تو کہا گیا تھا کہ اسکے ذریعہ اُن علوم و فلسفۂ جدیدہ کو ہم حاصل کرینگے ' جنھوں نے یورپ کو آج تمام عالم کا فاتح بنادیا ہے - اس بیان کي صداقت سے تو ہمیں انکار نہیں ' لیکن کوئي صاحب ہمیں بتلائیں کہ آجتک کتنے مسلمان انگریزي داں ہیں ' جنھوں نے سائنس کي کسي شاخ کو بھي حاصل کیا ہے ؟ اور کتنے ہیں جو فلسفۂ جدیدہ کي مبادیات تک کو بھي سمجھتے ہیں ؟ ہم نے تو آجتک سوا تین چار شخصوں کے کسي کي نسبت یہ بھي نہیں سنا ' کہ اس نے ایم - اے میں فلسفہ لیا ہو ' حالانکہ خوش نصیب ہندؤں میں پچاسوں ہیں -

علم اور فلسفہ داني کا تو یہ حال - اسپر ہمارے تعلیم یافتہ خضرات کو مذہب سے بے اعتقادي ' علم کے مقابلے میں اسکي شکست کا یقین کامل ' فلسفہ کي ہر آواز کے مثل اشکال ریاضي ہونے کا اذعان ! اور فلسفیانہ الحاد پر فخر و غرور ! !

مارا ازیں گیاہ ضعیف ایں گماں نبود

شاید ہي سائنس اور فلسفہ کے کوئي گروہ اسقدر اجہل ہوگا ' جس قدر آجکل کا تعلیم یافتہ گروہ ہے ' الا ماشاء اللہ ' والنادر کالمعدوم -

(ڈارون) اور (اسپنسر) مذہب کي نسبت کچھہ کہنا چاہیں ' تو شاید ہم ان کو بھي دہریں ' لیکن اسکولوں اور کالجوں کے یہ مشت جہل و ناداني اگر سمجھتے ہیں کہ ہمارا الحاد بھي چند کھوتے سکوں کي قیمت پالے گا ' تو :

ایں خیال ست و محال ست و جنوں

اپني عادت کے مطابق قران حکیم کي چند آیتیں مناسب وقت زبان پر آگئي تھیں - مثلاً مالہم بہ من علم ' ان یتبعون الا الظن و ان الظن لا یغني من الحق شیئاً (۱) یا : بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ - (۲) لیکن پھر دل نے کہا کہ یہ کیا بے موقع اسراف ہے ؟ ہیگل ' برکلے ' یا ڈیکارٹ اگر مذہب کے بارے میں شک کریں ' تو ان آیات کے مستحق ہیں ' نہ کہ یہ فقراے علم ' جنکو علم کا ظن بھي نصیب نہیں -

---

الحاد خود جہل ہے ہم نے کہا کہ الحاد جہل کے ساتھہ جمع نہیں ہو سکتا - لیکن اس سے مقصود علوم مادیہ کا جہل ہے ' ورنہ اسکي نسبت بھي ہمارا یقین ہے کہ علوم مادیہ کي تکمیل صحیح یقیناً ایک زمانے میں مذہب کي حمایت میں پہلي صف ہوگي ' لیکن اسمیں شک نہیں کہ ان علوم کا انتشار اور انکشاف ہمیشہ الحاد کا داعي ہوا ہے ' اور گو انکو في الحقیقت نفیاً یا اثباتاً حقائق مذہب سے کوئي بحث نہیں ہوتي ' مگر انسان مادي طاقتوں کي دریافت سے مغرور ہوکر الہي طاقت سے بے پروا ہوجاتا ہے ' اور جہل حقیقت کے سبب سے انکار حقیقت کردیتا ہے - ورنہ اگر غور کیا جاے تو الحاد ہي اصلي جہل ہے - ایک ملحد جن اُمور سے انکار کرتا ہے ' وہ در اصل اسکا انکار نہیں ہے ' بلکہ اسکا اعتراف ہے کہ ان امور کو نہیں جانتا - قرآن حکیم نے اس امر کو اسقدر صاف صاف کہدیا ہے ' کہ اس سے بڑھکر دینا میں اس قدیمي نزاع کیلیے کوئي آواز فیصلہ کن نہیں - ہم چاہتے ہیں کہ ان مباحث کے لیے (مقالات) کے باب کو مخصوص کردیں ' مگر گنجایش کي قلت سے مجبور ہوجاتے ہیں - انشاء اللہ (البیان) ان مباحث کے لیے مخصوص و موضوع ہوگا -

---

مسئلہ صلح کا اختتام بالاخر ترکي اور اٹلي کي صلح کي تصدیق ہوگئي ' اور انگلستان نے اٹلي کے شاہنشائي اقتدار کا اعتراف کرلیا - ع یکے بدزدي دل رفت و پردہ دار یکے !

صلح کي پہلي خبر کے بعد (جسمیں بمقام اوچي تکمیل صلح کا اعلان کیا گیا تھا) دوسري خبریں جو آئیں ' انھوں نے پھر اختتام صلح کے معاملے کو مشکوک کردیا تھا ' مگر اسکے بعد ہي قسطنطنیہ کي تار برقي سے معلوم ہوا کہ سلطان المعظم نے طرابلس کي خود مختاري کا سرکاري اعلان کردیا ہے -

افسوس ہے کہ ابتک تفصیلي طور پر شرائط صلح مشتہر نہیں کي گئیں ' ایک طول طویل تار برقي میں قرار داد صلح کي دفعات ظاہر کي گئي تھیں ' اور خیال کیا گیا تھا کہ قریب قریب اسي کے ہونگي ' مگر اسکي ہر دفعہ اسدرجہ مبہم اور گو مگو ہے کہ بحث و راے کے لیے کچھہ مفید نہیں -

آج ہم نے ایک تفصیلي تار قسطنطنیہ بھیجا ہے ' اور صلح کي شرائط کي نسبت صحیح معلومات دریافت کیے ہیں - اگر موجودہ جنگ کے اغتشاش کي وجہ سے تار کے پہنچنے میں کوئي امر مانع نہیں ہوا ' تو امید ہے کہ ہم کل تک (جبکہ الہلال کا اخري چو صفحہ مشین پر چڑھے گا) کچھہ لکھہ سکیں گے - تاہم خواہ کیسي ہي شرائط کیوں نہوں ' اور خواہ طرابلس کي خود مختاري کے اعلان پر بھي اندرون طرابلس کي اصلي عربي قوت کے جنگ جاري رکھنے کا

---

(۱) انکو اسکا کوئي علم نہیں ' صرف شک اور گمان کے پیرو ہیں ' اور ظن حق و یقین کے مقابلے میں نہیں ٹھر سکتا - (۲) یہ ہر ایسي چیز کو جھٹلا رہے ہیں ' جو ان نادانوں کي سمجھہ میں نہیں آتي -

امید پیدا ہوسکے ' مگر پھر بھی یہ صلح ایک حسرت اور مایوسی کا داغ ہے ' جو موجودہ وزارت کی کمزور پالیسی اور اجانب کے اثر سے محفوظ نہونے کی وجہ سے جنگ طرابلس کی پر فخر اور مغرور پیشانی کو نصیب ہوا -

جو ارادۂ سلطانی خود مختاری طرابلس کی نسبت شائع ہوا ہے ' اس میں (برقہ) کا لفظ بالکل نہیں ہے ' اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید برقہ طرابلس کے لفظ میں شامل نہ سمجھا گیا ہو ' اور وہ الگ کر لیا گیا ہو ' مگر اس قیاس کے لیے بھی زیادہ قوی وجوہ نہیں ہیں -

جنگ ترکی و یورپ

موجودہ جنگ کی ابتدا جن حالات کے ساتھہ ہوئی ہے ' اسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جنگ کی ابتدا اسکے وسط اور نتائج سے مختلف ہو -

ترکوں کی فوجی قوت بالکل منتشر تھی ' یورپین ترکی میں اگرچہ فوج نظام اور ردیف کی ایک قوی تعداد موجود تھی ' مگر (بقول نامہ نگار ٹائمس) یورپین ترکی کا جغرافیائی موقعہ اس طرح کا واقع ہوا ہے ' کہ ترکی کیلیے بلقانی جنگ میں دھرے میدانوں کا سنبھالنا ایک ہی وقت میں ضروری ہوگیا ہے - اسکے لیے اسکی پوری فوجی قوت کا اجتماع مطلوب ہے ' تاکہ کم از کم مقدونیا میں ۱۶۳ فوج نظام کی اور ۲۶۷ فوج ردیف کی بٹالین فراہم کردی جائیں - ایشیاے کوچک میں جو فوجی نقل و حرکت نہایت تیزی سے جاری ہے ' اسکا منشا یہی ہے کہ مقدونیا کے مرکز کو قوی کرکے (تھریس) کے میدان کو جنگ کا اصلی تماشا گاہ بنادیا جاے -

لیکن قبل اسکے کہ یہ فوجی نقل و حرکت مکمل ہو ' جنگ شروع ہوگئی ' اور اگر اس ہفتے کی تار برقیاں مبالغہ سے خالی ہیں ' تو کہا جاسکتا ہے کہ غالباً ایڈریا نوپل کے ازد گرد کافی ترکی قوی مجتمع نہوسکے - (ٹائمس) کے نامہ نگار نے اسکا خدشہ ظاہر کیا تھا - تاہم یہ ابتدائی واقعات محض اس جنگی تماشے کے تمہیدی کھیل ہیں اصلی واقعات اُس وقت ظاہر ہونگے ' جب ترکی فوج اپنی پوری جمعیت کے ساتھہ (انھریس) میں عثمانی نیزہ نصب کرے گی -

مصطفے پاشا پر قبضہ

(لندن ٹائمس) کے نامہ نگار نے بلغاری پیش قدمی کا جو خاکہ اپنی پچھلی چٹھی میں ظاہر کیا تھا ' بالاخر وہ صحیح ثابت ہوا اور (بلغاریا) نے پہلا حملہ (ایڈریا نوپل) اور دوسری طرف (صوفیا) سے دکھن جانب (استروما) کی وادیوں کی سمت کردیا ہے -

آج (۲۲ اکتوبر) کی نہایت اہم خبر یہ ہے کہ بلغاریا نے (مصطفے پاشا) پر قبضہ کرلیا ' اور ترک بہ تعداد کثیر رسد اور آلات جنگ چھوڑکر وہانسے چلے آے -

اگر یہ سچ ہے ' تو بلغاریا نے ایک ایسے مقام پر قبضہ کرلیا ہے ' جو کئی حیثیتوں سے موجودہ جنگ کے نقشے میں ایک اہم ترین مقام تھا -

یہ ترکی بلغاریا سرحد کا ایک فوجی مرکز ہے ' جو اپنی قدرتی بندشوں اور کوہستانی دیواروں کی وجہ سے ہمیشہ عظیم الشان مقام سمجھا گیا ہے - در اصل یہ ایک درہ کوہ ہے ' جسکا نام (مصطفے پاشا) مشہور ہوگیا ہے - یورپین ترکی کا نقشہ اگر آپکے سامنے ہے ' تو اڈریا نوبل کے چاروں طرف نظر ڈالکر باسانی اسکو ڈھونڈھ لے سکتے ہیں -

پہاڑیوں کے اندر سے گزرنیوالے (دریاے ماریزا) کے وجود سے درہ مذکور کی صورت قائم ہے - صوفیا ' فیلی پولس ' اور اڈریا نوبل ہوکر وائنا کی ریل قسطنطنیہ آتی ہے تو دریاے ماریزا کے پہلو سے اِسی درے کے اندر سے گزرتی ہے - سرحد کے دونوں جانب سے یہ درہ قلعہ بند اور مضبوط ہے ' اسلیے یہاں سے گزرنے کے لیے دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی ہو ' سب سے پہلے ایک سخت جنگ کا مقابلہ کرنا قدرتی طور پر ضروری تھا -

یہاں پورب اور پچھم ' دونوں جانب اور درے بھی ہیں - انمیں سب سے زیادہ اہم وہ درہ ہے ' جو (اڈریا نوپل) سے (جمبولی) کی سڑک پر واقع ہے - انتہائے مشرق کی جانب ۲۵ میل کے فاصلے پر (کاؤکس) اور (عمر فقیر) کے درمیان ایک اور درہ واقع ہے - لیکن عثمانی معیار خیال سے اُسکو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی کیونکہ دکھن جانب سے اُسکا راستہ مشرقی بلغاریا کی سمت چلا جاتا ہے ' اور یہاں کا ضلع اتنا غیر آباد ہے گویا آبادھی نہیں ہے -

بظاہر یہ امر بالکل قیاس میں نہیں آتا کہ ترک ایڈریا نوپل سے ستر میل کے فاصلے پر اسقدر غافل ہو گئے ہوں کہ ایک اہم ترین فوجی مقام کو بغیر کسی جنگ کے حوالۂ دشمن کردیں ؟ اگر یہ خبر صحیح ہے تو عجب نہیں کہ ترکوں نے اسمیں کوئی خاص مصلحت پوشیدہ رکھی ہو - آخری جنگ روم اور روس کے بعد ہمیشہ (سلیمان) پاشا پر اعتراض کیا گیا تھا ' کہ اُس نے اپنے قلعہ بند اور فوجی مرکزوں سے دور جاکر دشمنوں کے استحکامات کا اپنے تئیں نشانہ بنادیا - ممکن ہے کہ ترکوں نے اس موقعہ پر سمجھا ہو کہ بلغاریا جہاں تک زیادہ انکے حدود میں بڑھہ آئے ' اسی قدر انکے لیے مفید ہے - وہ اپنے فوجی مرکزوں اور قلعوں کے پاس رہکر اور ایک آخری ضرب لگاکر جب چاہیں گے ' باسانی فیصلہ کرسکیں گے -

شیخ عبد العزیز چاویش

کی رہائی کی تعجب انگیز خبر الہلال کی اشاعت سے پہلے ناظرین سن چکے ہونگے -

ہم نے ہندوستان میں گورنمنٹ انگریزی کی اِس دانشمندانہ سیاست کے نمونے دیکھے تھے کہ چند بنگالی لڑکوں کو (تاج) کی طرف سے بغاوت کا الزام دیا جاتا تھا ' اور اسکا مقدمہ ابتدائی عدالتوں میں چار چار مہینے اور چھہ چھہ مہینے تک جاری رہتا تھا - ہر وہ ممکن انتظام ' اور ہر وہ بے شمار دولت کا ذخیرہ ' جسکی خزانۂ ہند فیاضی دکھلا سکتا ہے ' اس عجیب جنگ کے پیچھے ضائع کیا جاتا تھا - اسکے بعد جب مقدمہ آگے بڑھتا تھا ' تو صبح کی چاے کے ساتھہ اس خبر کو لوگ اخبار میں پڑھتے تھے کہ " کل تمام ملزموں کو ہائی کورٹ نے صاف بری کردیا " !

لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ مصر اور ہندوستان کی بہت سی مماثلتوں کی طرح ' اس دانشمندانہ سیاست میں بھی مصر ہندوستان بنتا جاتا ہے -

کس زور شور اور جنگی اہتمام کے ساتھہ (شیخ چاویش) کو گرفتار کیا گیا ' تمام انگلستان کے پریس نے کسقدر خوشیاں منائیں کہ حزب الوطنی کی ایک نئی مجہول الحال سازش کا سرا اب ہمارے ہاتھہ آگیا ' لارڈ کچنر کی نئی محافظ پولیس کے سپاہی کسقدر مسرور و شادمان ہوے تھے ' کہ اب ہمکو چین کی نیند نصیب ہوگی ' مگر:

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ بورا نیست بادنجان و بادنجان بورانی

اسقدر جوش و خروش کے بعد اب یہ راز منکشف ہوا کہ غریب (چاویش) کا کوئی قصور نہ تھا !

گمنام مراسلت

کي اشاعت نے - هم دیکھتے هیں که - ناظرین (الہلال) میں سخت جوش پیدا کردیا ھے' اور اس وقت تک مختلف مقامات سے تقریباً ایک سو مراسلتیں اسکی نسبت آ چکی هیں - اکثر خطوط نہایت غیظ و غضب کي حالت میں لکھے گئے هیں' اور ان میں ویسے هي سخت الفاظ صاحب مراسلة کي نسبت استعمال کیے گئے هیں' جیسے خود اس بیچارے نے فرط غضب سے بے اختیار هوکر لکھدیے تھے - افسوس ھے که هم انکي اشاعت سے مجبور هیں که امر لاحاصل' بلکه سفر مقصود میں حارج - صرف ایک مراسلت جناب مولوي علي نقي صاحب کي ضمیمه میں درج کرنے کیلیے دیدي ھے' که نسبتہً کم سخت اور قابل اشاعت تھي' پھر بھي جابجا ایسے الفاظ موجود تھے - جنکو خارج کردینا پڑا اور انکي جگہه نقطے دیدیے -

---

ایک ضروري نکته

همارے جن احباب کو اُن الفاظ کي شکایت ھے جو اس عاجز کي نسبت اس مراسلت میں استعمال کیے گئے تھے' اور جنکو وہ اپني خادم نوازي سے اس عاجز کیلیے نا موزوں تصور فرماتے هیں' انکي لطف فرمائي کا شکر گذار هوں' لیکن ساتھه هي توجه دلاتا هوں که نرمي اور سختي' عاجزي اور تکبر' درگذر اور سخت گیري کا یہي وہ نازک مقام ھے' جسکو آجکل مسلمانوں نے بھلا دیا ھے' اور جسکي وجه سے وہ فاغلظ علیهم [اے پیغمبر! سختي کر] اور فبما رحمة من الله لنت لهم [یه الله کي بڑي رحمت تھي که اُس نے تجکو لوگوں کے ساتھه نرم دل بنایا] میں فرق نہیں کر سکتے - مومن کو چاهیے که وہ اپني خوشي اور ناراضگي' دونوں کو محض الله کي رضا اور ناراضمندي میں فنا کردے' اور خود اپنے تئیں بھول جاے - اگر کوئي شخص اسکی ذات خاص کے ساتھه برائي کرے' تو اسطرح ایک جسد بے روح هوجاے' گویا اسکے اندر جذبات انساني میں هي نہیں' بلکه هو سکے تو سختي کے مقابله میں نرمي' اور برائي کے بدلے میں بھلائي کرے - لیکن اگر کوئي حق اور باطل کا معامله سامنے آجاے' اور شخصي نہیں' بلکه دیني اور جماعتی نفع و نقصان کا سوال هو' تو اسوقت سر سے لیکر پیر تک اسکا تمام جسم قہر الہي کا نمونه بن جاے' اور اسکے غیظ و غضب کیلیئے کوئي انتہا اور روک نہو - گمراهي و ضلالت کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے' اور باطل پرستوں کے خدا سے مغرور سروں کو اپنے بے رحم پانوں سے کچل ڈالے -

اذلة علی المومنین' اعزة علی الکافرین' یجاهدون في سبیل الله و لا یخافون لومة لائم کے یہي معني هیں -

پس همارے لطف فرما ان باتوں میں اپني توجه کو ضائع نه فرمائیں - البته اُس مراسلت میں مذهب اور شعائر مذهب کي نسبت جو خیالات ظاهر کیے گئے تھے' انکي وجه سے جو شورش آمیز جوش مراسلات سے ظاهر هوتا ھے' وہ همارے لیے ضرور ایک مژدۂ جانفزا ھے - کیونکه اس سے ثابت هوتا ھے که مسلمانوں کا مذهبي حس گو خواب آلود هوگیا هو' مگر الحمد لله مردہ نہیں ھے - اور گو چولہا خاکستر سے بھر گیا هو' مگر چنگاریاں ابتک باقي هیں -

---

الهلال کي دعوت

کي نسبت اس وقت تک جسقدر مراسلات آئي هیں' ان میں سواے ایک صاحب کے نفس دعوت سے سب کو اتفاق ھے - رہا طریق بیان اور لب و لہجه' تو اسکی نسبت کل چھه صاحبوں نے ابتک اختلاف کیا ھے' جنمیں سے تین مراسلات آج ضمیمه میں درج کردي گئي هیں -

انهي میں همارے مخاطب جلیل مولانا حبیب الرحمن صاحب شرواني هیں - وہ فرماتے هیں که لب و لہجه کي خشونت تعلیم قراني اور اسوۂ رسول کریم (صلی الله علیه وسلم) کے خلاف ھے - ایک دو اور صاحبوں نے بھي بعض ایات قرانیه سے ایسا ھے استدلال کیا تھا' مگر گذارش ھے که با وجود اس علم کے' که حضرت موسی کو کہا گیا تھا: فقولا له قولا لینا - با وجود اس ارشاد باري کے که: ولو کنت فظاً غلیظ القلب' لانفضوا من حولک - اور با وجود اس حکم الہي کے که' وقل لهم قولا بلیغا - همارا یه اعتقاد علی وجه البصیرت ھے که اعلان حق کا ایک مقام آتا ھے' جہاں جسقدر سختي' جسقدر خشونت' جسقدر اظہار قہر و غضب' اور جس درجه کھلي تذلیل و تحقیر هو' عین عدل و انصاف' عین اعتدال' اور عین نمونۂ تعلیم قراني و اتباع اسوۂ محمدي' و اخلاق فاضلۂ حقیقي' و منشاء قیام عدل و قانون و بنیاد نظام عالم ھے -

قران کریم میں ایک هي مطالب و مقصود کي تمام مختلف ایات کا جب تک استقصا نه کیا جاے' اور تعمق نظري سے جبتک وجه تطبیق کو نه ڈھونڈھا جاے' اس وقت تک اصل حقیقت منکشف نہیں هو سکتي - انشاء الله تعالی آئنده نمبر میں هم (الامر بالمعروف) کا چوتھا نمبر لکھکر اس امر کو بالتفصیل عرض کرینگے' اگرچه اسکے گذشته نمبر بھي اسکے لیے کافي تھے -

دوسرا اختلاف انھوں نے الهلال کے دائرۂ بحث کی وسعت کي نسبت کیا ھے - افسوس کے ساتھه عرض کرنا پڑتا ھے که شاید مولانا نے الهلال کي دعوت کا غور کے ساتھه مطالعه نہیں فرمایا - الہلال کا دائرۂ بحث تو صرف ایک هي ھے - یعنی احیاء تعلیم اسلامي' اور اتباع ماجاء به القران کي دعوت - ساتھه هي اسکا عقیده ھے که اگر قران خدا کي کتاب' اور اگر اسکا دعوا قابل تسلیم ھے' تو مسلمانوں کي تعلیم' پالیٹکس' اخلاق' تمدن' جو کچھه ھے' اسي کے اندر ھے - اور چونکه وہ مسلمانوں کے لیڈروںکي سب سے بڑي گمراهي اور اشد شدید ضلالت یه سمجھتا ھے که انھوں نے پالیٹکس اور تعلیم کو مذهب سے الگ سمجھا' اسلیے وہ اینده کیلیے اس غلطي کا انسداد کرنا چاهتا ھے - بیشک وہ تعلیم اور پالیٹکس جسپر ابتک مصلحین ملت عامل رهے هیں' مذهب کے ساتھه ایک دائرے میں نہیں آسکتے' کیونکه غلامي اور توحید' حق اور باطل' کفر اور اسلام کبھي ایک جگہه جمع نہیں هوے - لیکن شاید مولانا کي نظر اس پر نه گئي که الهلال جس تعلیم اور پالیٹکس کي طرف بلاتا ھے' وہ تو یکسر قران هي سے ماخوذ ھے' اور جب دعوت قراني اسکا مقصد ھے' تو لازمي طور پر وہ بھي اسکے دائرۂ بحث میں ھے' اور جبتک اسلام دنیا میں باقی ھے' همیشه رهےگا -

البته هم مولانا کے کمال شکر گذار هیں که انھوں نے (محمڈن کالج) کي مذهبي حالت کي نہایت ضروري اور قوم کیلیے مفید ترین بحث چھیڑ دي' هم خود بھي ایک مرتبه نہایت تفصیل سے اس مسئله کو لکھنے والے تھے' مگر الحمد لله :

بتوں کے باب میں آخر کلام آهي گیا

هم مولانا کے نہایت ممنون هونگے' اگر وہ حسب وعده اُن خیالات و آرا سے همیں اطلاع بخشیں' جنکو الهلال میں انھوں نے " پایۂ تحقیق سے گرا هوا " محسوس فرمایا - مسلمانوں کے پچاس برس کے ایک هي کام کي نسبت اگر غلط فہمیوں کا انسداد هو جاے' تو اس سے بہتر کیا بات ھے ؟

الهلال

۲۳ اکتوبر ۱۹۱۲

— * —

القسطاس المستقيم

— * —

يعنے مسلمانوں کي ايندہ شاهرہ مقصود

— : —

قل هل من شركائكم من يهدي الي الحق ؟
قل الله يهدي للحق - افمن يهدي الى الحق
احق ان يتبع امن لا يهدي الا ان يهدى ؟
فمالكم ، كيف تحكمون ؟ و ما يتبع اكثرهم الا ظنا ،
ان الظن لا يغني من الحق شيئا ، ان الله عليم
بما يفعلون (۳۵ - ۱۰) (۱)

(۳)

احرام عهد روز ازل ، کعبه کوے دوست
جز راه عشـــق هرکه رود بر خطا رود

صحت کے لیے تندرست کو نہیں ، بلکہ مریض کو دیکھنا چاهیے

اگر مريض پچهلي بد پرهيزيوں اور بيماريوں سے تنگ آکر چاهتا هو کہ ايندہ کيليے ايک صحيح و تندرست کي زندگي حاصل کرے ، تو اسکے ليے حفظ صحت کي کسي کتاب کے پڑهنے سے زيادہ بهتر يہ هوگا کہ اپني بيماريوں اور پچهلي بد پرهيزيوں کا مطالعہ کرے -

مسلمان اگر ايندہ اپني حيات ملي کو بيماريوں سے محفوظ رکهنا چاهتے هيں ، تو انکے ليے پهلا کام يہ هے کہ اپنے گذشتہ اور موجودہ امراض ، على الخصوص اپني بدپرهيزيوں پر نظر ڈاليں ، اور ايندہ انسے بچنے کا سامان کريں -

مسلمانوں کے تمام موجودہ امراض کي اصلي علت جس نے مختلف عوارض کي شکليں اختيار کرلي هيں ، اسکے سوا کچهہ نہيں هے کہ انهوں نے تعليم الهي کے عروة الوثقى کو چهوڑ ديا ، اور اسکے ساتهہ مهلک بد پرهيزي يہ هے ، کہ سعي اصلاح و ترقي کا جو قدم اٹهايا ، وہ مذهب سے الگ رهکر اٹهايا - نتيجہ يہ نکلا کہ صحت و تندرستي هي سے محروم هوگئے - مسلمانوں ميں پراني تحريک تعليمي هے ، اور نئي سياسي ، ليکن دونوں کا يهي حال هے - اور يهي سبب هے کہ پهلي پوري کامياب نہ هوئي ، اور دوسري اپني عمر کے چوتهے سال هي ميں بستر نزع پر پڑ گئي - اب جو کچهہ هے اسکي تجهيز و تکفين کي دهوم هے ، کہ کئي کروڑ مسلمانوں کي پنجاہ سالہ " متفقہ اور مسلمہ " پاليسی کے

عاشق کا جنازہ هے ذرا دهوم سے نکلے

دين اور دنيا کي تفريق

هم کو مسلمانوں کي گذشتہ جد و جهد ترقي پر بهت کچهہ لکهنا هے ، کيونکہ جب تک پهلي غلطياں سامنے نہ آئيں ، ايندہ کيليے انسے پرهيز ممکن نہيں - ليکن يہ ايک مستقل موضوع بحث هے - يهاں صرف يہ عرض کرنا چاهتے هيں ، کہ آجکل کانفرنسوں ميں همارے قومي خطيبوں نے بزم ارائيوں کيليے جو موضوع اختيار کر رکهے هيں ، ان ميں ايک برسوں کا پامال مضمون دين اور دنيا کا باهمي تعلق بهي هے - بار بار اسکو دهرايا گيا هے ، اور هميشہ زور دے دے کر کها گيا هے ، کہ اسلام ميں دين اور دنيا کي تفريق کا کوئي سوال نہيں ، وہ دين کو دنيا سے الگ نہيں کرتا ، بلکہ کهتا هے کہ دين دنيا هي کے حسن عمل کا نام هے - اسميں شک نہيں ، کہ مثل آجکل کے بهت سے اقوال کے يہ قولِ محض بهي صحيح هے - ليکن سوال يہ هے کہ اعمال کا کيا حال هے ؟ وهي مدعيانِ اصلاح جو اس صداقت کو زباني دهراتے هيں ، انکي از سر تا پا زندگي ، اور انکي تمام قومي تحريکوں کے اعمال ميں بهي اسکا کچهہ اثر هے يا نہيں ؟

حالت يہ هے کہ خود همارے نئے ليڈروں نے دين اور دنيا کے اندر تفريق کي ايک ايسي جهيل حائل کردي هے ، جو روز بروز دونوں کناروں کو دور تر کر رهي هے ، اور انکو کسي طرح ملنے نہيں ديتي - انهوں نے قومي اصلاح و ترقي کي جسقدر تحريکيں شروع کيں ، انکو مذهب سے اسطرح الگ رکها ، گويا نہ تو پيروان اسلام انکے مخاطب هيں ، اور نہ مسلمانوں کي قوم سے خود انهيں کوئي واسطہ هے - انکي زندگي ، انکے اعمال ، انکي اواز ، انکي نظيريں ، انکي مثاليں ، انکے پيش نظر نمونے ، بلکہ انکے تمام افعال و کردار يکسر اسلام سے بيگانہ ، اور از فرق تا بقدم مذهب سے نا آشنا رهے - انهوں نے هميشہ دنيا کو دين سے الگ ديکها ، اور جب کبهي قدم اٹهايا تو دنيا کي طرف ، حالانکہ اگر دين کے طرف بڑهتے ، تو دنيا خود انکي طرف دوڑتي :

يعلمون ظاهراً من الحيوة الدنيا ، وهم عن الاخرة هم غافلون (۳۰ : ۶)	يہ لوگ صرف دنيا کي ظاهري دلفريبيوں هي کو جانتے هيں اور اخرت کو بالکل بهولے هوے هيں -

مذهب سے يہ الحاد اميز بيگانگي يهاں تک بڑهگئي هے ، کہ آج اگر کوئي صداے قراني بلند کي جاتي هے ، تو ايک دوسرے کا منهہ تکنے لگتا هے کہ يہ کيسي آواز هے ؟ بهت سے اس خيال پر متعجب هيں کہ مسلمانوں کي پوليٹکل پاليسي بهي تعليم قراني پر مبني هو ، (رايت المنافقين يصدون عنک صدودا) بهتوں کو يہ کهنے سے نفرت اور غصے کا بخار چڑهہ آتا هے کہ مسلمانوں کے ليے جو کچهہ هے

(۱) اے پيغمبر ! ان لوگوں سے پوچهو ، کہ تمهارے بنائے هوے معبودوں ميں کوئي بهي ايسا هے ، جو راہ حق کي هدايت کرے ؟ کهدو کہ الله هي هے ، جو حق کا راستہ دکهلاتا هے - پس جو حق کي راہ دکهاے ، وہ زيادہ مستحق هے کہ اسکي تعليم کي پيروي کي جاے ، يا وہ عاجز انسان ، جسکا يہ حال هے کہ جب تک دوسرا اسکو راہ نہ دکهادے وہ خود بهي راہ نہيں پاسکتا ؟ تم لوگوں کو کيا هوگيا هے ؟ يہ کيسے حکم لگارهے هو ؟ اصل بات يہ هے کہ ان لوگوں ميں اکثر لوگ صرف اپنے خيال و وهم کي بنائي هوئي باتوں پر چلتے هيں اور ظاهر هے کہ وهم و گمان حق کے يقين کے مقابلے ميں کام نہيں آسکتا - ياد رهے کہ الله تعالى ان لوگوں کي کارروائيوں سے خوب واقف هے -

قران ھي ميں ھے اور قران ھي سے ھے (قل موتوا بغيظكم) (١) اور بہت ھيں جو فرعون کے جادوگروں کي طرح خوف زدہ ھو رھے ھيں کہ کہيں مذھب کا عصاے موسوي ثعبان مبين بنکر انکو نگل نہ جاے :

رايت الذين في قلوبهم مرض ' ينظرون اليك نظر المغشي عليه من الموت (٤٧ : ٣٩)

جن لوگوں کے دل مرض ضلالت سے مريض ھو رھے ھيں ' تم انکو ديکھو کے کہ وہ تمہاري طرف ايسے خوف زدہ ھوکر ديکھہ رھے ھيں ' جيسے کسي پر موت کي بے ھوشي طاري ھو اور اس کي آنکھيں پھٹي کي پھٹي رھجائيں -

ھم کسي کي نيت کي نسبت زبان کھولنے کا حق نہيں رکھتے ' ليکن واقعات اور نتايج بسا اوقات نيت کي پروا نہيں کرتے ' اور حکم نتائج ھي پر مرتب ھوتا ھے - ھم اسکو تسليم کرتے ھيں کہ اجکل کے کارفرما طبقے ميں بہت سے لوگ اعتقاداً ملحد نہوں - ليکن اس اعتقاد کو ليکر کيا کيجيے ' کہ عملاً سر سے پانوں تک انکي جس شے کو ديکھيے ' حسنِ الحاد کي دلربائيوں کا يہ حال ھے کہ :

کرشمہ دامن دل مي کشد کہ جا اينجا ست

اور باتوں سے قطع نظر کيجيے ' ھمارے اعتقاد ميں سب سے بڑي يزدان فراموشي اور الحاد پرستي تو يہي ھے کہ ايک گروہ مسلمانوں کي اصلاح کا دعوا کرے ' اور پھر اپنے تمام کاموں کے ليے اسلام کو اور اسکے خدا کو چھوڑ کر انساني خيالات کے اصنام و طواغيت کو اپنا حکم بناے :

الم تر الى الذين يزعمون انهم امنوا بما انزل اليك و ما انزل من قبلك ' يريدون ان يتحاكموا الى الطاغوت وقد امروا ان يكفروا به ويريد الشيطان ان يضلهم ضلالا بعيدا (٤ : ٤٣)

اے پيغمبر ان لوگوں کو نہيں ديکھتے ' جو اس زعم باطل ميں پڑے ھيں کہ ھم مومن و مسلم ھيں ' حالانکہ وہ کيونکر مومن ھوسکتے ھيں جب کہ انکا حال يہ ھے کہ خدا کو چھوڑ کر چاھتے ھيں کہ دوسرونکو اپنا حکم بنائيں ' حالانکہ انہيں حکم ديا گيا تھا کہ خدا کے سوا دوسرونکي اطاعت سے انکار کرديں - اصل يہ ھے کہ شيطان چاھتا ھے کہ انہيں نہايت سخت درجے کي گمراھي ميں مبتلا کردے -

جن باتوں کو ھمارے ليڈر اسلام سے نا آشنا رھکر کہتے رھے ' اگر چاھتے ' تو انھي باتوں کو وہ اسلام کي زبان سے ادا کرسکتے تھے - تعليم اگر ضروري تھي ' علوم جديدہ کي اگر دعوت دينا چاھتے تھے ' معاشرت ميں ضروري تبديلي کے خواھاں تھے ' يا اور جتني باتيں قوم کے آگے پيش کرنا چاھتے تھے ' ان ميں کونسي شے ايسي ھے ' جسکے ليے قران کريم اور تعاليم الہي کو سامنے نہيں رکھہ سکتے تھے ؟ پھر کسي دعوت کے ليے يہ طريقہ موثر تھا کہ انسانوں کي نظير دي جاے ' يا يہ ' کہ خدا کا حکم ھے ؟ غور کيجيے کہ ميں کيا رھا ھوں ؟

اگر واقعي يہ سچ ھے کہ مسلمانوں کي دين اور دنيا دونوں ايک ھيں ' اگر يہ واقعہ ھے کہ وہ قران نامي ايک کتاب کے پيرو ھيں ' اسميں کوئي دعوا نہيں کہ خدا کا ايک برگزيدہ رسول تھا جسکے پيش کيے ھوے احکام انکے ليے ذريعۂ فوز و فلاح ھيں ' تو ھمارے ليڈروں کي حالت اس سے بالکل متضاد ھوني تھي ' جو آج ھم بدبختي سے ديکھہ رھے ھيں - وہ ايک ايسي جماعت ھوتي ' جسکے دل اور زبان ' دونوں ميں اسلام ھوتا ' جنکا ھاتھہ کسي حالت ميں قران سے خالي نہ ھوتا ' بلکہ قران کي گرفت سے اسطرح رک جاتا ' کہ کسي دوسري شے کو اتھانے کي مہلت ھي نہيں پاتا ' وہ از سرتاپا مذھب کي تصوير ھوتے ' اور يکسر تعليم الہي کا عملي نمونہ ' انکي ھر صدا مذھب ميں ڈوبي ھوتي ' اور ھر قدم مذھب ھي کي جانب اٹھتا - انکي زباں کھلتي ' تو مذھب کيليے ' اور قلم حرکت کرتا تو مذھب کے نام پر - وہ ھر بہتر سے بہتر خيال ' اور ھر عمدہ سے عمدہ بات قوم کے آگے پيش کرتے ' مگر جو کچھہ کہتے ' مذھب کے واسطے سے ' اور جو کچھہ لکھتے مصحف کي سياھي سے -

وہ جب ھمارے سامنے آتے ' تو گو انکے سروں پر ھيٹ ھوتا ' مگر زبان پر قران ھوتا - ھميں اسکي چنداں پروا نہ تھي کہ انکے سرپر کيا ھے ؟ مگر اس سے کيونکر غفلت کريں کہ انکي زبان پر کيا ھے ؟

ليکن ايسا ھوتا تو کيونکر ھوتا ؟ دين و دنيا کي عملي تفريق نے قوم کي اصلاح و ارشاد کي باگ ايک ايسي جماعت کے ھاتھہ ميں ديدي ' جو اگر ايسا کرنا بھي چاھتي ' تو نہيں کرسکتي - الحاد انکے دل ميں چپکے چپکے کام کر رھا تھا ' اور دماغ مذھب سے نا آشنا تھا ' انکو جس قران اور جس اسلام کي خبر ھي نہ تھي ' اسکو قوم کے آگے پيش کرتے تو کيا کرتے ؟

روح کي تلاش سے پہلے اٹھہ بيٹھنے کي سعي

پہلے کہہ چکا ھوں کہ اگر آپ چاھتے ھيں ' ايک سرد لاش اٹھکر بيٹھہ جاے ' تو يہ کوشش لاحاصل ھوگي کہ اسکے ھاتھہ پر گرم گرم تيل کي مالش کريں ' يا سر کو سينکنا شروع کرديں - بيشک ھاتھہ ايک نہايت کارآمد اور ضروري عضو ھے ' مگر صرف اسکو گرم کرديني سے زندگي کي حرارت پيدا نہيں ھوسکتي - اصلي شے روح ھے ' جسوقت روح جسم ميں عود کر آے گي ' خود بخود تمام اعضا کام دينے لگيں گے - جسم ملت کي زندگي کا بھي يہي حال ھے - سياست ' اخلاق ' تمدن ' تعليم ' اصلاح معاشرت ؛ يہ تمام چيزيں اسکے ليے نہايت ضروري اور کارآمد اعضا ھيں - ليکن ان سب کي زندگي روح پر موقوف ھے - ميں نے کبھي لکھا تھا کہ قومي زندگي کے ليے دنيا ميں دو ھي چيزيں ھيں : پاليٹکس ' اور مذھب ' مگر يہ کہنا باقي ھے کہ اور قوموں کيليے صرف پاليٹکس حيات بخش ھو تو ھو ' مگر مسلمانوں کيليے جنکا سارا کاروبار حيات مذھب ھي کے دم سے ھے ' وہ روح مذھب کے سوا اور کوئي نہيں ھوسکتي : -

يا ايها الذين آمنوا ! استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم ' واعلموا ! ان الله يحول

مسلمانو ! الله اور اسکے رسول کي پکار سنو ! ! وہ تم کو بلاتا ھے تا کہ تمہارے اندر زندگي کي روح پھونکدے ' اور يقين کرو کہ الله انسان اور اسکے ارادوں

---

(١) منافقين کي نسبت سورۂ (آل عمران) ميں ھے - واذا خلوا عضوا عليكم الانامل من الغيظ - اور جب وہ تنہا ھوتے ھيں تو مارے غصے کے اپني انگلياں کاتتے ھيں - اسکے جواب ميں الله نے فرمايا کہ موتوا بغيظكم ! تمہارے غصے سے تعليم الہي رک نہيں سکتي ' اپنے غصے ميں جل مرو -

بين المرء وقلبه وانه	ميں جب چاهتا هے ازے آجاتا هے
اليه تحشرون	يه بهي ياد رکهو که بالاخر ايک دن
(۸ : ۳۴)	تم سب اسي کے آگے اکٹهے کيے جاؤگے

همارے ملکي بهائي اپنے اندر صرف قوميت اور سياست کي روح پيدا کرکے زندگي کي حرارت پيدا کرسکتے هيں ' اسي طرح اور قوميں بهي - ليکن مسلمانوں کي تو کوئي علحده قوميت نهيں ' جو کسي خاص نسل و خاندان ' يا زمين کے جغرافيائي تقسيم سے تعلق رکهتي هو - انکي هر چيز مذهب ' يا بالفاظ مناسب تر انکا تمام کاروبار صرف خدا سے هے - پس جب تک وه اپنے تمام اعمال کي بنياد مذهب کو نهيں قرار دينگے ' اس وقت تک نه انميں قوميت کي روح پيدا هوگي ' اور نه وه اپنے بکهرے هوے شيرازے کو جمع کرسکيں گے - آج دنيا " قوم " اور " وطن " کے نام ميں اپنے ليے جو تاثير رکهتي هے ' مسلمانوں کيليے وه اثر صرف " اسلام " يا " خدا " کے لفظ ميں هے - يورپ ميں " نيشن " کا لفظ کهکر ايک شخص هزاروں دلوں ميں حرکت پيدا کرسکتا هے ' ليکن اپکے پاس اسکے مقابلے ميں اگر کوئي لفظ هے ' تو " خدا " يا " اسلام " هے -

تشخيص کے بعد

اگر تشخيص کے بعد علاج آسان هے ' اگر گذشته امراض کي دريافت کے بعد ائنده کيليے حصول صحت ميں کوئي دشواري نهيں ' اور اگر صحت کي ارزو کے ساتهه مرض کے حصول کي خواهش کبهي جمع نهيں هوسکتي ' تو مسلمانوں کيليے انکي آئنده شاهراه مقصود کا سوال بالکل صاف هے اور وه ايک هي هے - اجتک انکي تمام کوششيں اسلئے بار آور نه هوئيں ' که انکو آگ کي تلاش تهي ' چاهيے تها که چنگاريونکو پهونکتے تا که آگ بهڑکتي ' اور تنور گرم هو جاتا ' ليکن وه هميشه راکهه کے ڈهير کو پهونکتے رهے - اُنکي محنت ميں کوئي شک نهيں مگر اسکو کيا کيجئے که راکهه کو پهونکنے سے آگ نهيں پيدا هوسکتي :

ونار لو نفخت بها اضاءت
ولکن انت تنفخ في الرماد (۱)

ضلالت اعمال کي يهي مثال هے جو قران حکيم نے دي هے ' اور في الحقيقت قران کے سب سے زياده کهرے معارف اسکي مثالوں هي ميں هيں :

مثل الذين کفروا بربهم '	جن لوگوں نے اپنے پروردگار کي اطاعت سے
اعمالهم کرماد اشتدت	انکار کيا ' انکے کاموں کي مثال ايسي هے '
به الريح في يوم	گويا راکهه کا ڈهير هيں ' که آندهي کے دن
عاصف ' لا يقدرون مما	اسکو هوا اُڑا لے گئي - اسي طرح جو کام ان
کسبوا علي شي ' ذالک	لوگوں نے کيے هيں ' ان ميں سے کچهه
هو الضلال البعيد	بهي انکے هاتهه نهيں آے گا - يهي گمراهي
(۱۴ : ۲۱)	پرلے درجے کي گمراهي هے -

مسلمانوں ميں تعليمي رفتار ابتک مقابلةً کيوں سست هے ؟ پوليٹکل ازادي کے ولولے کيوں اُن ميں نهيں اُبهرے ؟ ايثار و قرباني کي مثاليں کيوں نا پيد هيں ؟ سحر نگار اهل قلم ' اور اتش بيان مقرر کيوں نهين پيدا هوتے ؟ ان سب کا جواب يهي هے که ايک مرده لاش سامنے تهي ' ليڈروں نے اسکے اعضا تقسيم کر ليے - کسي نے تلوا سهلايا ' اور کسي نے سر سينکنا شروع کرديا ' مگر روح کي کسي کو فکر نهيں هوي - پهونکنے کيليے بهتوں نے اپنے چهروں کو چولهے سے ملا ديا ' مگر جتني پهونکيں ماريں ' وه سب ياتو چولهے کے باهر کي مٹي اوڑاتي رهيں ' يا اندر کي جمع شده راکهه کو بکهيرتي رهيں - آگ بهڑاتي تو کيونکر بهڑکتي ؟ اور تمام اعضا کام ديتے تو کيونکر ديتے ؟ بدبختي هے که اتني صاف بات بهي کسي کے سمجهه ميں نهيں آئي ؟

خلاصۂ مطالب

هم نے گذشته تين نمبروں ميں جو خيالات ظاهر کيے هيں ' بهتر هوگا ' اگر انکو بطور حاصل بيان کے يهاں عرض کرديں -

(۱) موجوده تغير خيالات ايک قيمتي فرصت هے ' اگر ايک ديوار تيڑهي کهڑي کردي گئي هو اور آپ اسکے نقص کو محسوس بهي کر ليں ' تاهم کسي بني هوئي چيز کا گرانا اور پهر از سر نو بنانا اسدرجه مشکل کام هوتا هے ' که ممکن هے ' برسوں تک آپکو نئي ديوار کهڑي کرنے کي مهلت نه ملے - ليکن اگر طوفان يا بارش کے ناگهاني حملے سے خودبخود وه گرجاے ' تو پهر آپکو نئي ديوار بهر صورت بنانی هي پڑے گي - يهي حال مسلمانوں کي قديمي پاليسي کا هے ' وه خود بخود گر چکي هے - نئي پاليسی کي ديوار بنانے کيليے اب پچهلي ديوار کے گرانے کي ضرورت نهيں ' صرف اسکي ضرورت هے که اب جو بنياد رکهي جاے ' وه درست هو -

(۲) مسلمانوں کيليے هر شے انکے مذهب ميں هے ' پس اگر وه اجکل پوليٹکل زندگي اپنے اندر پيدا کرنا چاهتے هيں ' تو اسي جگه اُس شے هي کو کيوں نه پيدا کرليں ' جو نه صرف پاليٹکس ' بلکه قومي اعمال کي هر شاخ کو زنده کردے ؟

(۳) قران کريم صرف نماز اور وضو کے فرائض بتلانے هي کے ليے نازل نهيں هوا ' بلکه وه انسانوں کيليے ايک کامل واکمل قانون فلاح هے ' جس سے انساني زندگي کي کوئي شے باهر نهيں - پس مسلمانوں کي هر وه پاليسي ' اور هر وه عمل ' جو قراني تعليم پر مبني نهوگا ' انکے ليے کبهي موجب فوز و فلاح نهيں هوسکتا -

(۴) مسلمانوں کا تمام کار و بار خدا سے هے ' اور خدا کے سوا جو کچهه هے ' وه انکے ليے اصنام و طواغيت يعنے بتوں کا حکم رکهتا هے - پس جب تک وه خدا کے آگے نهيں جهکيں گے ' دنيا کي کوئي چيز انکے آگے نهيں جهکے گي -

(۵) انکو اپنا نصب العين صرف " اسلام " بنانا چاهيے اور ساري طاقت اسميں صرف کرني چاهيے که وه هر طرف سے هٹکر صرف احکام اسلام کے مطيع و منقاد هوجائيں - اسلام هي انکے ليے پالٹيکس کي راه کهولے گا ' تعليم کا حکم ديگا ' اخلاق و خصائل ميں تبديلي پيدا کريگا ' اور وه تمام باتيں جنکو ترقي يافته قوموں ميں ديکهکر للچارهے هيں ' نقصانوں اور مضرتوں سے صاف هوکر ان ميں پيدا هو جائيں گي - هذه تذکره ' فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا -

(۱) اگر آگ کو پهونک مار کر سلگاتے ' تو وه بهڑک اٹهتي ' مگر افسوس که تم خالي راکهه کو پهونک رهے هو -

مقالات

آزادي راے

— * —

(اثر: سر سید مرحوم)

(۲)

مصلحت بیني کي غلط توجیه

مگر ایک بہت بڑا دھوکا ھے ' جو انسان کو اور بعض دفعه نیک گورنمنٹوں کو بھي آزادي راے کے بند کرنے پر مائل کرتا ھے ' اور وہ مسئله سود مندي کا ھے ' جسکو غلط اور جھوتا نام مصلحت عام کا دیا گیا ھے ' والله در من قال : بر عکس نہند نام زنگي کافور - وہ مسئله یہه ھے که کسي راے یا مسئله یا عقیده کي سچائي اور صحت پر بحث کرنے سے اِس لیے ممانعت کي جاتي ھے که گو وہ في نفسه کیساهي هو ' مگر اُس سے عام لوگوں کا پابند رهنا نہایت مفید اور باعث صلاح و فلاح عام لوگوں کا ھے ' اور في زمانه هندوستان میں اور خصوصاً مسلمانوں میں یہه راے بکثرت رائج ھے بلکه اس گناہ کے کام کو ایک نیک کام تصور کیا جاتا ھے - اس راے کا نتیجه یہه ھے که مباحثه اور رایوں کي آزادي کا بند کرنا اُس مسئله یا عقیده کي صحت اور سچائي پر منحصر نہیں ھے ' بلکه زیاده تر مفید عام ہونے پر منحصر ھے ' مگر افسوس ھے که ایسي راے رکھنے والے یہه نہیں سمجھتے که وهي دعواے سابق ' یعني اپنے آپکو ناقابل سہو و خطا سمجھنا ' جس سے اُنھوں نے توبه کي تھي ' پھر پھراکر پھر قائم هوجاتا ھے - صرف اتنا فرق هوتا ھے که پہلے وہ دعوي ایک بات پر تھا - اب وهي دعوي دوسري بات پر ھے - یعني پہلے اُس اصل مسئله یا عقیده کے سچ هونے پر تھا اور اب اُس کے مفید عام هونے پر ھے - حالانکه یہه بات بھي که وہ مسئله یا عقیده مفید عام ھے ' اِسي قدر بحث و مباحثه کا محتاج ھے ' جسقدر که وہ اصل مسئله یا عقیده اُسکا محتاج تھا -

ایسي راے رکھنے والے اِس غلطي پر ایک اور دوسري غلطي یه کرتے هیں ' جبکه وہ کہتے هیں که همنے صرف اُسکي اصلیت اور سچائي پر بحث کي ممانعت کي ھے ' اُسکے مفید عام هونیکي بحث پر ممانعت نہیں کي ' اور یہه نہیں سمجھتے که راے کي صداقت خود اُس کے مفید عام هونے کا ایک جزو ھے ' ممکن نہیں که هم کسي راے کے مفید عام هونے پر بغیر اسکي صحت اور سچائي ثابت کیے بحث کرسکیں - اگر هم یہه بات جاننی چاهتے هیں که آیا فلاں بات لوگوں کے حق میں مفید ھے یا نہیں ؟ تو کیا یہه ممکن ھے که اِس بات پر توجه نکریں که آیا وہ بات سچ اور صحیح و درست بھي ھے یا نہیں ؟ ادني اور اعلی سب اِسبات کو قبول کرینگے که کوئي راے یا مسئله یا اعتقاد جو صداقت اور راستي کے بر خلاف ھے ' در اصل کسي کے لیے مفید نہیں هوسکتا -

غلط راے کا بھي روکنا مضر ھے

یه تمام مباحثه جو هم نے کیا ایسي صورت سے متعلق تھا ' که راے مروجه اور تسلیم شده کو هم نے غلط اور اُس کے برخلاف راے کو ' جسکا بند رکھنا لوگ چاهتے تھے ' صحیح و درست فرض کیا تھا ' اب اُسکے برخلاف شق کو اختیار کرتے هیں ' یعني یہه فرض کرتے هیں که راے مروجه اور تسلیم شده صحیح ھے اور اس کے بر خلاف راے جس کو بند کرنا چاهتے هیں ' غلط اور نادرست ھے ' اور اِس بات کو ثابت کرتے هیں که اس غلط راے کا بھي بند کرنا برائي اور نقصان سے خالي نہیں -

هر ایک شخص کو گو اُسکي راے کیسي هي زبردست اور مضبوط هو ' اور وہ کیسي هي مشکل اور ناراضمندي سے اپني راے کے غلط هونے کے امکان کو تسلیم کرے ' یہه بات خوب یاد رکھني چاهیے که اگر اُس راے پر بخوبي تمام اور نہایت بیباکي سے بے دھڑک مباحثه نہیں هو سکتا ' تو وہ ایک مرده اور مردار راے قرار دیجاویگي ' نه ایک زنده اور سچي حقیقت ' اور وہ کبھي ایسي حق اور سچ بات قرار نہیں پاسکتي ' جس کا اثر همیشه لوگوں کي طبیعتوں پر رھے -

گذشته اور حال کے زمانه کي تاریخ پر غور کرنے سے معلوم هوتا هے که بعضي دفعه ظالم گورنمنٹوں نے بھي نہایت سچي اور صحیح بات کے رواج پر کوشش کي ' اِلا اُنکے ظلم نے اُسکو آزادي سے مباحثه کي اجازت نہیں دي ' اور بہت سي ایسي مثالیں بھي موجود هیں که نیک اور تربیت یافته گورنمنٹ نے نہایت سچي اور صحیح بات کا رواج دینا چاها اور لوگوں نے یا تو اِس خیال سے که همارے مباحثه اور دلایل کو اُس راے میں کچھه مداخلت نہیں ھے ' یا کوئي التفات نہیں کرتا ' اور خود مباحثه کو نہیں اُٹھایا ' یا اپنے رعب و خوف سے یا اراکین گورنمنٹ کي بد مزاجي کے ڈر سے یا اُنکي خلاف راے کے کوئي بات نه کہني مصلحت وقت سمجھه کر ' یا یہه خیال کرکے که گورنمنٹ کے یا کسي کے بر خلاف بحث کرنا خیر خواهي نہیں ھے ' مباحثه کو ترک کردیا ' تو اس کا نتیجه بجز اس کے اور کچھه نہیں هوا که اس تجویز نے کسي کے دل میں مطلق اثر نہیں کیا اور ایک مرده راے سے زیاده اور کچھه رتبه لوگوں کے دلوں میں نہیں پایا -

یہه بات که سچي اور درست راے بے مباحثه و دلایل کے بھي طبیعتوں میں بیٹھه جاتي ھے اور گھر کر لیتي ھے ' ایک خوش ایند مگر غلط آواز ھے ' دنیا کو دیکھو که گروه کے گروه ایک دوسرے کي متناقض راے پر جمے هوے هیں ' اور وہ متناقض رائیں اُن کے دلوں میں گھر کیے هوئے هیں - پھر کیا وہ دونوں متناقض رائیں سچي اور صحیح هیں ؟ هاں اس میں کچھه شک نہیں که بہت سي باتیں بے سمجھے اور بغیر دلایل کے اور بغیر مباحثه کے لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتي هیں ' مگر اُنکا صحیح و درست هونا ضرور نہیں ' سچ میں کوئي ایسي اعجازي کرامات نہیں ھے که وہ از خود دلوں میں بیٹھه جاوے ' اُس میں جو کچھه کرامات ھے وہ صرف اسي قدر ھے که مباحثه کا اُس کو خوف نہیں - سچ راے بھي اگر بلا دلایل و مباحثه دل میں گھر کرلے ' تو وہ سچي راے نہیں کہلاویگي ' بلکه تعصب اور جہل مرکب اُس کا مناسب نام هوگا ' مگر ایسا طریقه حق اور سچ بات کے قبول کرنے کا ایک ذي عقل مخلوق کے لیے جیسا که انسان ھے ' شایاں نہیں ' اور نه یہه طریقه راستي و حق کے پہچاننے کا ھے ' بلکه جو حق بات اس طرح پر قبول کي جاتي ھے ' وہ ایک خیال فاسد اور باطل ھے ' اور جن باتوں کو حق فرض کرلیا ھے ' اُن کا اتفاقیه قبول کرلینا ھے -

اجتہاد فکري

نہایت سچ اور بالکل سچ تو یہه بات ھے که جس شخص نے جو راے یا مذهب اختیار کیا ھے ' وهي شخص اُس کا جوابده ھے - اُنھوں

رائے کے موجد یا اُس مذہب کے پیشوا اور معلم اور مجتہد کچھہ اُس کے ذمہ دار نہیں ہیں ' مگر مسلمانوں نے اس آفتاب سے بھي زیادہ روشن مسئلہ سے آنکھہ بند کرلي ہے اور رومن کیتھلک یعنے بت پرست عیسائیوں کا مسئلہ اختیار کیا ہے - رومن کیتھلک مذہب میں اُن لوگوں کي جو اُس مذہب پر ایمان رکھتے ہیں' دو فرقے قرار دیئے گئے ہیں - ایک تو وہ جو اُس مذہب کے مسائل کو بعد دلیل و ثبوت کے قبول کرنے کے مجاز ہیں' اور دوسرے وہ جن کو صرف اعتماد اور بھروسہ ' یعنے تقلید سے اُنکا قبول کرلینا چاہیئے - اسي قاعدہ کي پیروي سے مسلمانوں نے بھي اپنے مذہب میں دو فریق قایم کیے ہیں - ایک وہ جنہوں نے مسئلہ مسلمۃ کو بعد ثبوت و تحقیقات اور اقامت دلیل تسلیم کیا ہے' اور اُن کا نام بہ اختلاف درجات مجتہد مطلق اور مجتہد في المذہب اور مرجح قرار دیا ہے - دوسرا وہ جن کو بے سمجھے بوجھے آنکھہ بند کرکے اُن کي پیروي کرني چاہیئے' اور اُن کا نام مقلد قرار دیا ہے اور اِس سبب سے مخالف رائے کي مزاحمت مسلمانوں میں بہت زیادہ پھیل گئي ہے ' اور وہ اس کي نسبت ایک نہایت عمدہ مگر ادلہ فریب تقریر کرتے ہیں ' اور یہہ کہتے ہیں کہ تمام انسانوں کو اُن تمام باتوں کا جاننا نہ ضروري ہے اور نہ ممکن ہے جنکو بڑے بڑے حکیم یا اہل معرفت اور عالم علوم دین جانتے اور سمجھتے ہیں' اور نہ یہہ ہوسکتا ہے کہ ہر ایک عام آدمي ایک ذکي اور دانشمند مخالف کي تمام غلط بیانیوں کو جانے اور اُن کو غلط ثابت کرے' یا تردید کرنے اور غلط ثابت کرنے کے قابل ہو - بلکہ صرف اتنا سمجھہ لینا کافي ہے کہ اُن کے جواب دینے کے لایق ہمیشہ کوئي نہ کوئي موجود ہونگے ' جنکي بدولت مخالف کي کوئي بات بھي بلا تردید باقي نرہي ہوگي ' پس سیدھي عقل کے آدمیوں کے لیے یہي کافي ہے کہ ان باتوں کي اصلیت سکھلادي جاوے' اور باقي وجوہات کي بابت وہ اوروں کي سند پر بھروسا کریں' اور جب کہ وہ خود اِسبات سے واقف ہیں کہ ہم اُن تمام مشکلات کے رفع دفع کرنے کے واسطے کافي علم اور پوري لیاقت نہیں رکھتے ہیں' تو اسبات کا یقین کرکے مطمئن ہوسکتے ہیں کہ جو مشکلات اور اعتراض برپا کیئے گئے ہیں' وہ لوگ اُن سب کا جواب دے چکے ہیں یا آیندہ دینگے' جو بڑے بڑے عالم ہیں -

اس تقریر کو تسلیم کرنے کے بعد بھي رائے کي آزادي اور مخالف رائے کي مزاحمت سے جو نقصان ہیں' اُس میں کچھہ نقصان نہیں لازم آتا ' کیونکہ اس تقریر کے بموجب بھي یہہ بات قرار پاتي ہے کہ آدمیوں کو اس بات کا معقول یقین ہونا چاہیئے کہ تمام اعتراضوں کا جواب حسب اطمینان دیا گیا ہے ' اور یہہ یقین جب ہي ہوسکتا ہے جبکہ اُس پر بحث و مباحثہ کرنے کي آزادي ہو اور مخالفوں کو اجازت ہو کہ تمام اپني وجوہات کو جو اُس کے مخالف رکھتے ہیں بیان کریں' اور اُس مسئلہ کو غلط ثابت کرنے میں کوئي کوشش باقي نہ چھوڑیں -

اگر تقلید کي گرم بازاري کا جیسیکہ آج کل ہے' اور آزادانہ مباحثہ کي مزاحمت و عدم موجودگي کا نقصان اور بد اثر' در صورتیکہ تسلیم شدہ مسئلہ یا قرار دادہ رائیں صحیح ہوں' اسیقدر ہوتا کہ اُس مسئلہ یا اُن رایوں کي وجوہات معلوم نہیں ہیں' تو یہہ خیال کیا جاسکتا کہ گو وہ مزاحمت عقل و فہم کے حق میں مضر ہے مگر اخلاق کو تو اُس سے کچھہ مضرت نہیں پہنچتي اور نہ اُس مسئلہ کي یا رایوں کي اُس قدر منزلت میں کہ اُن سے نہایت عمدہ اثر لوگوں کي خصلتوں پر ہوتا ہے کچھہ نقصان ہے' مگر یہہ بات نہیں ہے بلکہ اُس سے بہت بڑھکر نقصان ہوتا ہے - حقیقت یہہ ہے کہ مباحثہ اور آزادي رائے کي عدم موجودگي میں صرف مسئلہ یا رایوں کي وجوہات ہي کو لوگ نہیں بھول جاتے ' بلکہ اکثر اُس مسئلہ یا رائے کے معنے اور مقصود کو بھي بھول جاتے ہیں - چنانچہ جن لفظوں میں وہ مسئلہ یا رائے بیان کي گئي ہے ' اُن سے کسي رائے یا خیال کا قایم کرنا تک موقوف ہوجاتا ہے ' یا جو جو باتیں اُن لفظوں سے ابتدا میں مراد رکھي گئیں تھیں' اُن میں سے بہت تھوڑي ہي معلوم رہجاتي ہیں' اور بعوض اس کے ' کہ اوس مسئلہ یا رائے کا اعتقاد ہردم تر و تازہ اور زندہ یعنے موثر رہے ' اوس کے صرف چند ادھورے کلمے حافظہ کي بدولت باقي رہجاتے ہیں' اور اگر اوسکي مراد اور معني بھي کچھہ باقي رہتے ہیں' تو صرف اُن کا پوست باقي رہتا ہے ' اور مغز و اصلیت نابود ہوجاتي ہے - اب ذرا انصاف سے مسلمانوں کو اپنا حال دیکھنا چاہیئے کہ تمام علوم معقول و منقول میں اسي مزاحمت رائے یا تقلید کي بدولت اون کا در حقیقت ایسا ہي حال ہوگیا ہے یا نہیں ؟

بحث و مباحثہ رائے کي زندگي و بقا کا ذریعہ ہے -

اس زمانہ تک جس قدر کہ انسان کو تمام مذہبي عقاید اور اخلاقي امور اور علمي مسائل میں تجربہ ہوا ہے' اُس سے امر مذکورہ بالا کي صحت ثابت ہوتي ہے - چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ کسي مذہب یا علم یا رائے کے موجد تھے اُنکے زمانہ میں اور اُن کے خاص مریدوں یا شاگردوں کے دلوں میں تو وہ عقاید یا مسائل طرح طرح کے معاني اور مرادوں اور خوبیوں سے بھرپور تھے' اور اُن کا اثر بے کم و کاست اُن کے دلوں میں تھا ' اور اُس کا سبب یہي تھا کہ اُن میں اور اُن کے مخالف رائے والوں میں اس غرض سے بحث و حجت رہتي تھي کہ ایک کو دوسرے کے عقیدہ اور مسئلہ پر غلبہ اور فوقیت حاصل ہو' مگر جب اُسکو کامیابي ہوئي اور بہت لوگوں نے اُسکو مان لیا اور بحث اور حجت بند ہوگئي تو اسکي ترقي بھي ٹھہر گئي' اور وہ اثر جو دلوں میں تھا ' اسمیں بھي جان یعنے حرکت اور جنبش نہیں رہي' ایسي حالت میں خود اُسکے حامیوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ مثل سابق کے اپنے مخالفوں کے مقابلہ پر آمادہ نہیں رہتے' اور جیسے کہ اُس عقیدہ یا مسئلہ کي پہلے حفاظت کرتے تھے' ویسي اب نہیں کرتے ' بلکہ نہایت جھوٹے غرور اور بیجا استغنا سے سکون اختیار کرلیتے ہیں اور حتي الامکان اُس عقیدہ اور مسئلہ کے برخلاف کوئي دلیل نہیں سنتے' اور اپنے گروہ کے لوگوں کو بھي کفر کے فتووں کے ڈراوے سے اور جہنم میں جانے کي جھوٹي دہشت دکھانے سے اُسپر بحث کرنے سے جہانتک ہوسکتا ہے باز رکھتے ہیں' اور یہ نہیں سمجھتے کہ کہیں علموں کي روشني جو آفتاب کي روشني کي طرح پھیلتي ہے اور اعتراضوں کي ہوا اگر وہ صحیح ہوں کیا اُن کے روکے رک سکتي ہے ؟ اور جب یہ نوبت پہونچ جاتي ہے تو اُس عقیدہ یا مسئلہ کا جنکو اُنکے پیشواؤں نے نہایت محنتوں سے قایم کیا تھا زوال شروع ہوتا ہے - اُسوقت تمام معلم اور مقدس لوگ جو اُس زمانہ کے پیشوا گنے جاتے ہیں اس بات کي شکایت کرتے ہیں کہ معتقدوں کے دلوں میں اُن عقیدوں کا جنکو انہوں نے براے نام قبول کیا ہے کچھہ بھي اثر نہیں پاتے مگر افسوس اور نہایت افسوس کہ وہ معلم اتنا خیال نہیں فرماتے کہ یہ حال جو ہوا ہے اور جسکي وہ شکایت کرتے ہیں اُنھي کي عنایت و مہرباني کا تو نتیجہ ہے اور اصلي سبب اسکا یہي ہے کہ ازادي رائے کو روک کر انہوں نے اُن مسائل اور تعلیمات کي زندگي کو ہلاک کردیا -

صفحة من صفحات التاريخ

— * —

سلطان محمد فاتح کا قسطنطنیه میں داخله

— : —

آج جبکه آل عثمان کو سر زمین یورپ سے جلا وطن کرنے کے لیے یورپ انتقام کے خواب دیکهه رها هے' مجهکو اس اسلامي حکمراني کے آخري قافله کا قسطنطنیه میں داخله یاد آگیا -

۱۴ - مئي سنه ۱۴۵۳ کي صبح کو جبکه آفتاب ایک فیصله کن روز کا پیغام لیکر طلوع هوا تها ' قسطنطنیه کي دیواروں پر یوناني اور روماني عظمت کي آخري الوداع تهي - قسطنطین اعظم کا وه طلائي تخت' جسپر پورے ایک سو مسیحي حکمرانوں نے صلیب کو اپنے سروں کے اوپر جگهه دي تهي ' (۱) اب ایک موحد ترک کے لیے خالي هونے والا تها ' تا که خداے واحد کے آگے سر بسجود هو - وه عظیم الشان انساني آبادي' جس کو چالیس راتوں کے بت پرستانه جشن کے بعد سنوارا گیا تها' که (ورجن میري) کے مقدس نام سے برکت پاے' اب وقت آگیا تها که ایک رات کي اسلامي اولوالعزمي کے بعد اسکے دروازے کهولدیے جائیں تاکه خداے واحد کے نام کي تکبیر سے مقدس هو- (سینت رمانس) کے اس عظیم الشان پهاتک کي خوبصورت محرابیں' جو طلائي صلیبوں کي قطار سے بنائي گئي تهیں' قریب تها که خدا پرستوں کے سر بلند نیزوں کي نوکوں سے توت توت کر گریں ' اور فتح مند (ینگچري) اپنے مغرور گهوڑوں (۲) کے سموں سے پامال کرتے هوے گذر جائیں - (سینت سوفیا) کا وه عظیم الهئیة گرجا ' جسکے ایک هي گنبد کے سامنے کے میدان میں آسماني فرشته طلسمي تلوار لیکر اترنے والا تها ' تا که فتح مندوں کو ایران کي سرحد تک بهگادے (۳) اب صرف چهه سات گهنتوں کا مهمان تها' اور بهت جلد ایک اسلامي معبد کي صورت میں منتقل هو جانے والا تها -

* * *

آفتاب کے بلند هونے کے ساتهه هي نوجوان (سلطان محمد) کا بهي نیزا بلند هوا ' اور سلیت رمانس کے پهاتک کي طرف سے فتح مندي کا جلوس روانه هوگیا - سب سے پہلے مجاهدین اور والنتیروں کا گروه تها ' جو دور دراز مقامات سے اس عظیم الشان جهاد میں شریک هونے کے لیے آے تهے - ان میں کسي طرح کي فوجي با قاعدگي نه تهي ' نه توانکے لباس یکساں تهے جنسے اصلي فوجي شوکت متشکل هوتي هے ' اور نه آلات جنگ هي ایک طرح کے تهے ' جس کے بغیر کوئي فوجي گروه اپنے اندر رعب اور هیبت پیدا نهیں کرسکتا - لیکن تاهم انکے چهرے حرارت شجاعت سے تابناک ' اور انکے سینے شوق جهاد کے خون فروشانه جوش سے بهرے هوئے تهے ' اور اُن کا نظاره اُس مهیب منظر فولادي سے کم موثر نه تها ' جو انکے پیچهے تلواروں کي چمک ' اور نیزوں کي تاب افشاني . هاتهه آرها تها - انکے بعد لنبے لنبے برچهوں کي مرتب قطاریں هیں ' جنکو (اناطولیا) اور (رومیلیا) کے مشهور جنگ ازما حرکت دیتے هوئے آرهے تهے ' اور جنهوں نے تهوڑا هي عرصه گذرا هے ' که (قسوه) کے میدان میں یورپ کو ایک تازه جنگ جوئي کا سبق دیا تها - اس غول کے گذر جانے کے بعد وه دنیا کي سب سے بڑي جنگ جو جماعت نمودار هوئي ' جن میں کا هر انسان قتل اور خون کا ایک پیکر مهیب تها - خونفشاں تلواریں انکے هاتهوں میں ' اور انساني خون سے سیراب نیزے انکے کاندهوں پر تهے ' انکے چهروں سے وه گرم اور تازه خون تپک رها تها ' جس سے تهوڑي دیر هوئي ' انکي مدتوں کي تشنگي بجهي تهي - انکے سینے فتح مندي کے فخر سے تنے هوئے ' اور انکي شمشیر بکف هاتهه بقية السیف مفتوحوں کي تلاش میں هنوز اتهے هوئے تهے - یه مشهور جان نثاري (ینگچري) فوج کا سمندر تها ' جو دیر تک بهتا رها - اسکے بعد علما و مشائخ کي مقدس اور پروقار صفیں تهیں جنمیں سب سے آگے شیخ (آق شمس الدین) اور شیخ (آق بیق) سورهٔ (فتح) کي بلند اور رقت انگیز لهجے میں تلاوت کر رهے تهے ' اور " الحمد الله الذي فتحنا فتح هذه المدنیه " کي خدا پرستانه صدائیں تمام صفوں کے اندر سے اتهه رهي تهیں - جب یه صفیں بهي گذر چکیں ' تو اسکے بعد دس هزار خاص سلطاني باڈي گارد کے ترک سواروں کي آمد کا گرد و غبار نے پیام دیا ' جنکے حلقه کے اندر تخت روم اعظم کا نوجوان فاتح (سلطان محمد) ' ایک هلکا سا گرز هاتهه میں لیے هوئے ' ایک گهوڑے پر سوار تها ' اور دس هزار گنبد نما پگڑیوں کے اندر سے اسکي نکیلي خوش رنگ سمور کي توپي ' وسط کے ایک خوبصورت کلس کي طرح نمایاں تهي -

لتفتحن القسطنطنیه ' ولنعم الامیر امیرها ' ولنعم الجیش جیشها (*)

سلطان نے سواري روک لي ' اور رکاب تمام کر چلنے والے پاشا نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ کیا معاملہ ہے ؟

فتح مند سلطان جب (سینت صوفیا) کے گرجے کے پاس پهنچا ' تو اسکے اندر سے چیخوں اور فریادوں کي آوازیں متصل آرهي تهیں - عقب سے سپاهیوں کا ایک غول شور و غل کرتا هوا اور دوڑتا هوا آیا - سلطان نے سواري روک لي ' اور رکاب کے ساتهه دوڑنے والے پاشا نے پیچهے مڑکر دیکها که کیا معامله هے ؟

چند جاں نثاروں نے بڑهکر عرض کي که " تمام بقية السیف اور محل کے رؤسا اس گرجے کے اندر موجود هیں ' حکم دیجیے که اسکے دروازوں کو توڑ ڈالیں " -

سلطان سواري سے اتر کر (سینت صوفیا) کے دروازے پر پهنچا اور حکم دیا که دروازه کهولا جاے - اس وقت قسطنطنیه کي آخري آبادي مقدس مریم کي تصویر کے آگے سربسجود تهي ' اور گڑگڑا رهي تهي که موعوده آسماني فرشتے کو اب حکم دیدے ' تاکه سامنے کے میدان میں اپني طلسمي تلوار چمکاتا هوا نازل هو -

مگر اب اس مقدس بت کے جسم کي طرح ' اسکا دل بهي پتهر کا هوگیا تها ' کیونکه یه تمام عاجزي بیکار گئي ' اور آسماني فرشتے کي جگهه (محمد فاتح) سینت صوفیا کا دروازه توڑ کر اندر داخل هوا -

---

(۱) اس وقت کي یه ایک مذهبي رسم هو گئي تهي که هر نیا باد شاه تخت نشیني کے وقت صلیب کو اپنے سر پر رکهکر تخت پر قدم رکهتا تها - (۲) اخري عهد بزنطائن کے مشهور افسر : جان جستینانی نے ترکي موج کا ذکر کرتے هوے کها تها که " ان کے افسر فتح مند مخلوط النسل وحشي (یعني ینگچري) هیں ' اور انکے گهوڑے مغرور هیں " (۳) اڈورڈگبن نے ایک یوناني پیشین گوئي کا ذکر کیا هے ' جو اس وقت تمام قسطنطنیه میں مشهور هو گئي تهي ' اور جسمیں یقین دلا دیا گیا تها که ترک قسطنطنیه کو فتح کرکے ایا صوفیا کے سامنے کے میدان تک بے خوف و خطر چلے جائیں گے ' مگر اسکے بعد یکایک آسمان سے ایک فرشته نازل هوگا ' اور وه ترکوں کو شکست دیکر نکالدیگا - اس پیشین گوئي کا نادان رومیوں کو اسقدر یقین تها که فتح کے بعد تمام لوگ صوفیا کے اندر جمع هو گئے ' اور روزنوں سے جهانک جهانک کر دیکه رهے تهے که وه آسماني فرشته کب آترتا هے !!

(*) ایک حدیث هے ' جس کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا هے - یعني انحضرت صلی الله علیه وسلم نے فتح قسطنطنیه کي پیشین گوئي کي تهي ' اور فرمایا " قسطنطنیه فتح کیا جاے گا ' اور ' اچها وه امیر هے جو اس فوج کا امیر هو ' کیا اچهي هے وه فوج ' جو اس فتح کو حاصل کرنے والي هے -

اسئلة واجوبتها

الهلال میں اس باب کے قائم کرنے سے مقصد یہ ہے کہ ناظرین کے بعض اہم علمی اور دینی استفسارات کے جوابات درج کیے جائیں ' اور اسکے ذریعے سے اسطرح کی متفرق معلومات بہم ہو جائیں' جو کسی مستقل مضمون کی صورت میں نہیں آسکتیں' مگر ساتھہ ہی ضروری اور کار آمد بھی ہیں - اسکے لیے چند امور ملحوظ رہیں :

(۱) انہی سوالات کے جواب دیے جائیں گے' جو کسی علمی یا دینی امر کے متعلق ہوں ' اور جن سے نفع عمومی متصور ہو -

(۲) سائل کیلیے ضرور ہے کہ اپنا نام ظاہر کرے ' گمنام سوالات کے جواب کیلیے الہلال مجبور نہیں -

حکم تعظیم و احترام اسمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مسٹر عبد المجید خاں صاحب . (حیدر آباد)

جناب نے جلال نوری بک کمانڈر خمس کے حالات لکھتے ہوے ارقام فرمایا تھا " محمد ابن عبد اللہ (صلعم) اپنی عمر کے ٦۳ برس چار مہینے کے بعد بھی آغوش الہی میں زندہ رہا " اسپر مولوی نواب علی صاحب ایم - اے - نے اعتراض کیا کہ اسطرح لکھنا ادب اور تعظیم کے خلاف ہے - آپ نے انکا خط چھاپ کر اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اصلی تعظیم اور ادب دل سے ہے یا چند رسمی الفاظ سے ؟ آج تمام عیسائی بائیبل کو ہم لوگوں کی طرح جزدان میں نہیں رکھتے ' مگر سچی تعظیم کرتے ہیں - عیسائی باوجودیکہ حضرت مسیح کو نبوت سے بھی بلند درجہ دیتے ہیں' مگر ہمیشہ بے تامل صرف " مسیح " لکھتے ہیں اور بولتے ہیں - علاوہ بریں بعض موقعوں میں اختصار کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض مقاموں پر زور عبارت قائم نہیں رہتا ' اگر اسطرح سے ذکر کیا جاے - آپ الہلال میں ارقام فرمائیں کہ کیا کوئی حکم مذہبی اس بارے میں ہے ' کہ پیغمبر صاحب کے نام کے ساتھہ رسمی تعظیمی الفاظ ضرور ہی بولے جائیں ؟

[الہلال] اب محض اس عبارت کے ٹکرے کی بحث نہ رہی بلکہ آپنے ایک اصولی بحث چھیڑدنی - افسوس ہے کہ فقیر آپکے خیال سے کسی طرح متفق نہیں ہوسکتا -

بیشک سچا ادب و احترام وہی ہے جو دل سے ہو نہ کہ زبان سے' مگر صرف اسی پر موقوف نہیں ' انسان کا کوی اعتقاد اور خیال ایسا نہیں ہے جسکا گھر دل کی جگہ حلق میں ہو - اعتقاد چیز ہی ایسی ہے جو دل و دماغ سے تعلق رکھتی ہے - کما قال اللہ تعالی :

ولما یدخل الایمان	اور جب کہ ایمان انکے دلوں میں داخل ہوا
فی قلوبهم ( )	(یعنی ایمان کی جگہ دل ہے نہ کہ زبان)

لیکن اسکے ساتھہ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ دل کے اعتقاد کا ترجمان کون ہے ؟ کیونکر معلوم ہو کہ یہ دل (ابوذر غفاری) کا ہے اور یہ دل (ابوجہل شقی) کا ؟ جواب صاف ہے کہ صرف اعمال اور زبان کا اعتراف کہ نحن نحکم بالظواهر ' اگر یہ نہو تو پھر دنیا میں سیاہ و سفید کی تمیز ہی اٹھہ جاے - قانون کو دیکھئے کہ وہ نیت اور ارادے کو انکی پوری جگہ دینے سے انکار نہیں کرتا ' لیکن ساتھہ ہی اگر آپ عدالت میں جاکر مجسٹریٹ کو (یور آنر) کی جگہ محض تم کرکے خطاب کیجئے گا ' تو گو آپ کتنا ہی کہیں کہ تعظیم کی جگہ دل ہے' زبان نہیں - لیکن امید نہیں کہ وہ آپکو دفعہ (۱۷۷) سے بری کردے - مذہب بھی ایک روحانی قانون ہے' اس نے خود ہی انما الاعمال بالنیات [تمام کاموں کا مدار نیت پر ہے] کا اصول قائم کیا ہے' لیکن ساتھہ ہی اعمال ظاہری و لسانی کو بھی اہمیت دیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ باوجود قرآن کریم کے بار بار اظہار کے کہ ایمان کا تعلق محض دل و اعتقاد سے ہے' ہم نے یہ نہایت سچی تعریف اسلام کی عقاید میں تسلیم کرلی ہے کہ " اقرار باللسان و تصدیق بالجنان و عمل بالارکان " [اقرار زبان سے ' تصدیق دل سے ' اور عمل اعضا و جوارح سے]

آپ کہتے ہیں کہ تعظیم کی اصلی جگہ دل ہے' میں کہتا ہوں کہ چونکہ دل ہے ' اسی لیے آجکل کے تعلیم یافتہ اشخاص کی زبان اور عمل تعظیم سے خالی ہیں - یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو نام دل کو محبوب و محترم ہو - وہ زبان پر گذرے ' اور محبت اور احترام سے خالی ہو؟ آپ اگر کسی کو چاہتے ہیں ' تو سمجھہ سکیں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں -

قسم بنام تو خوردن دلیل غیرت نیست
بخاک پاک تو آن ہم کمال بے ادبیست

آجکل کے ارباب تحریر و تقریر کو اکثر دیکھتا ہوں کہ انہوں نے (بقول اپکے) انحضرت کے اسم سامی کے تعظیمی الفاظ کی طوالت سے گھبرا کر " بانی اسلام " کی ایک اصطلاح تصنیف کرلی ہے - وہ بلا تامل اپنی تحریر و تقریر میں "بانی اسلام نے یوں کہا" اور " بانی اسلام نے اسطرح کیا " بولتے اور لکھتے ہیں ' اور اسطرح ٹھیک ٹھیک انکی زبان انکے دلی الحاد کی ترجمانی کرتی ہے - اگر یہ سچ ہے کہ انکے دل میں انحضرت کی تعظیم ہے تو انکو تو بار بار یہ اسم محبوب و مطلوب درود و صلواۃ کے ساتھہ لینا تھا ' کہ محبوب کی یاد کی جتنی تقریبیں نکل ائیں' عین مقصود عشق ہے - ایک جلیل القدر محدث سے جب پوچھا گیا کہ علم حدیث سے اسدرجہ شوق کیوں ہے ؟ تو اس نے کہا " اسلیے کہ اسمیں بار بار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ آتا ہے اور اسطرح اس اسم گرامی کے ذکر اور اس پر درود وصلوۃ عرض کرنے کی تقریب ہاتھہ آجاتی ہے "

یہ نہ سمجھیے گا کہ محض اعتقاد قلبی اور جوش تعظیم و احترام اسلامی اس اعتقاد کا ذریعہ ہے - نہیں بلکہ فی الحقیقت انحضرت کی یہ تعظیم اسمی بھی ایسے نصوص قطعیہ پر مبنی ہے' جس سے کوئی قائل قران تو انکار نہیں کر سکتا -

(بنی تمیم) کا جب ایک وفد مدینہ میں آیا' تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف رکھتے تھے - نادانوں نے دروازے سے اپکا اسم سامی لے لے کر پکارنا شروع کردیا کہ " یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اخرج الینا " اللہ تعالی کو آپکی اتنی گستاخی بھی گوارا نہ ہوئی ' اور ارشاد ہوا کہ :

ان الذین ینادونک	اے پیغمبر! جو لوگ تم کو مکان کے باہر سے
من وراي الحجرات'	نام لے لے کر پکارتے ہیں' ان میں اکثر
اکثرهم لا یعقلون -	ایسے ہیں' جنکو مطلق عقل اور
ولو انهم صبروا	تمیز نہیں ' بہتر تھا کہ وہ صبر کرتے'
حتی تخرج الیهم	اور جب تم باہر نکل آتے تو
لکان خیرا لهم (۴۹ : ٦)	مل لیتے -

اس ایت سے پہلے کی ایت میں فرمایا :—

یا ایها الذین آمنوا !	اے مسلمانوں ! جب آنحضرت کے
لا ترفعوا اصواتکم	حضور میں عرض حال کرو تو اپنی آوازوں کو
فوق صوت النبی	انکی آواز سے زیادہ بلند کرکے گفتگو نہ کرو '
ولا تجهروا له بالقول	اور نہ بہت زور سے بات چیت کرو '
کجهر بعضکم لبعض'	جیسا کہ تم آپسمیں کیا کرتے ہو '
ان تحبط اعمالکم	ایسا نہو کہ اس گستاخی کے

و انتم لا تشعرون　　سبب سے تمہارے تمام اعمال ضائع (۴۹ : ۵) (۱)　　جائیں اور تم کو خبر بھی نہو -

خدا تعالی کو اتنا بھی گوارا نہیں کہ آپکی جناب میں کوئی اونچی آواز سے گفتگو کرے ' چہ جائیکہ تعظیم و تکریم کے بغیر نام لیا جاے - قرآن کا مطالعہ کیجیے تو آپ کو معلوم ہو کہ خدا تعالی نے سب سے پہلے خود آپنے اس معیار تعظیمی کی شان کا ہر جگہہ نمونہ قائم رکھا ہے - جسقدر انبیاے اولوالعزم سے تخاطب قرآن میں موجود ہے - ہرجگہ آپ پائیں گے کہ انکا اصلی نام اور علم لیکر انہیں پکارا گیا ہے - مثلاً یا آدم اسکن انت و زوجک - وماتلک بیمینک یا موسی ' یا داود انا جعلناک خلیفة فی الارض - یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمه یحیی - یا یحیی خذ الکتاب بقوة - یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی اس طریق تخاطب کے مطابق چاہیے تھا کہ الله تعالی آپکو بھی یا محمد ! یا احمد (صلی الله علیه وسلم) کہکر پکارتا ' مگر الله کو اس درجہ آپکا احترام ظاہر کرنا مقصود تھا ' کہ تمام قرآن میں ایک جگہہ بھی آپکو نام لیکر مخاطب نہیں کیا ہے ' بلکہ جہاں کہیں پکارا ہے ' یا تو صداے تعظیم و تکریم سے ' مثلاً یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک ' یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین ' اور یا پھر صداے محبت و عشق سے : یا ایها المزمل ! یا ایها المدثر ! ! و کل ما یفعله المحبوب محبوب : .

بتر از زندگی قامت موزوں نازم
یک قبا نیست کہ شائستہ اندام تو نیست

اور ظاہر ہے کہ خدا تعالی آپکے نام کی عزت و احترام کی مثال کیوں نہ قائم کرتا ' حالانکہ جس شہر کی خاک آپکے قدموں سے مس ہوئی ہے ' اسکو تو وہ بھی اس درجہ محبوب ہے کہ اسکی قسم کھاتا ہے :

لا اقسم بهذا البلد　　اے پیغمبر ! ہم شہر مکہ کی قسم کھاتے و انت حل بهذا البلد　　ہیں ' اور اس لیے کہ تم اسمیں مقیم ہو -

حقیقت یہ ہے کہ دلی اعتقاد ایک بیج ہے جو بغیر محبت کی زمین کے بار آور نہیں ہوتا ' اور محبت کے لیے احترام اور تعظیم ناگزیر ہے - یہی وجہہ ہے کہ قرآن کریم میں جابجا آپکی تعظیم و تکریم پر زور دیا گیا اور کہا گیا کہ تعزروہ وتوقروہ ' انکی تعظیم کرو اور انکا احترام بجا لاو ! محدثین نے اس مسئلے پر بہت بحث کی ہے کہ مومن کیلیے الله کی اور آنحضرت کی محبت بھی اتباع احکام کی طرح اجباری ہے یا اختیاری ؟ کیونکہ محبت اختیاری شے نہیں ' اور اصل مقصود احکام اسلام کی پیروی ہے - لیکن غور کیجئے تو اس سوال کی یہاں گنجایش ہی نہیں ' محبت کے اختیاری و اجباری ہونے کا سوال تو جب پیدا ہو ' جب محبت اور ایمان دو چیزیں ہوں - حالانکہ ایمان تو از سر تا پا محبت ہے ' اور وہ ایمان ایمان نہیں جو محبت سے خالی ہو -

والذین آمنوا اشد　　جو لوگ ایمان لاے ہیں انکی محبت حبا لله (　)　　الله سے نہایت شدید ہے

یہاں ارباب ایمان کی یہ علامت بتلائی ' اور دوسری جگہ یہودیوں کے اس دعوے پر کہ " نحن ابناء الله واحباءه " یہ جواب دیا کہ :

ان کنتم تحبون　　اگر تم واقعی محبت الہی کے مدعی ہو تو الله فاتبعونی　　اسکی یہ صورت ہے کہ رسول کا اتباع یحببکم الله　　کرو ' پھر تمہارے محبت کرنے کی ضرورت

(۱) ضمناً ان آیات میں تہذیب صحبت اور قواعد مجلس کی بھی کیسی ضروری تعلیم دی گئی ہے - یعنی کسی شخص کا نام لیکر دروازے پر پکارنا ' اور مجلس میں چلا چلا کر گفتگو کرنا تہذیب کے خلاف ہے - افسوس کہ اس تعلیم قرآنی کے سچے عامل آجکل انگریز ہیں

و یغفرلکم ذنوبکم　　نہ رہیگی ' خود خدا تم کو اپنا محبوب بنا و الله هو الغفور　　لیگا اور تمہارے گناہوں کو بخشدیگا ' وہ گناہوں الرحیم (　)　　کا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے -

اگر آنحضرت کا اتباع محبت و محبوبیت الہی کے لیے شرط ہے تو محبت بدرجہ اولی شرط ہے ' کیونکہ جس کی محبت آپکے دل میں نہیں ہے ' اسکا اتباع کیا کیجیے گا -

صحیحین کی اس مشہور حدیث کے بھی یہی معنے ہیں کہ

لا یومن احدکم حتی　　تم میں کوئی مومن نہیں ہوسکتا ' یکون احب الی من　　جبتک میں اسکے آگے محبوب تر نہ ہوں والده وولده والناس　　اسکے ماں باپ سے ' اسکی اولاد سے ' اجمعین　　اور اتنا ہی نہیں ' بلکہ تمام انسانوں سے

ایک دوسری حدیث میں جب حضرت (عمر) نے آپسے کہا کہ " انت احب الی من کل شی الا نفسی " آپ محبوب تر ہیں مجکو تمام چیزوں سے ' البتہ اپنی جان سے زیادہ نہیں ' تو آپنے فرمایا کہ " والذی نفسی بیده ' لا یومن احدکم حتی یکون احب الیه من نفسه " قسم خدا کی ' کوئی مومن نہیں ہوسکتا ' جب تک مجکو اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ رکھے - اسپر حضرت (عمر) نے کہا کہ " انت احب الی من کل شی حتی نفسی " اب دیکھتا ہوں تو آپ اپنی جان سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہیں - تب آپنے فرمایا کہ " الآن یا عمر " یعنے اب اے عمر تیرا ایمان کامل ہوگیا -

تو حضرت اپنا اعتقاد تو یہ ہے ' انصاف کیجیے کہ میں کہاں ہوں ' اور آجکل زمانہ کہاں ہے ؟ لوگ جس شے کو ایمان کی اقلیم کہتے ہیں ' میں تو اسکو اس وجود محبوب و مطلوب کے ایک ذرہ محبت کے اندر دیکھتا ہوں - اسی سے تعظیم و تکریم اسمی و رسمی جو کچھہ آپکو مقصود ہو قرار دے لیجئے -

ترا نوالہ مدام ز خوان " یطعمنی " (۱)
ترا پیالہ مدام از شراب " یسقینی "
مرا تو قبلۂ دینی ' ازان سبب گفتم
بہ مدعیان نہ " لکم دینکم ولی دینی "

لیکن یہ عالم دوسرا ہے ' اور ان باتوں سے ذوق لینے کے لیے آجکل کی آب و ہوا موافق نہیں - کس سے کہا جاے اور کسے سنایا جاے ؟ جن دلوں میں خدا نے اعتقاد کو جگہ نہ ملی ' وہاں اسکے رسول اور قرآن کی عزت کو کون پوچھتا ہے ؟ جنسے منصب رسالت اور وجود وحی نے اعتقاد کی امید نہیں ' انسے رسول کی عزت کی کس نادان کو توقع ہے ؟ دل کی تعظیم کا نام نہ لیجیے کہ جب دل خالی ہوتا ہے تو زبان کو بھی کچھہ نہیں ملتا - رہی عیسائیوں کی نظیر و اتباع ' تو یورپ کے اتباع و تقلید کے لیے خیر سے ایک وسیع میدان آپ حضرات کے لیے پیشتر سے موجود ہے ' اور الحمد لله اسکا کوئی کونا اس اتباع کی برکت سے خالی نہیں - اتنے ہی پر قناعت کیجیے اور اور نئے مسائل وضع نہ کیجیے - آپکے ایمۂ ہدی یعنے مجتہدین فرنگ آجکل جیسی کچھہ مسیحی مذہب اور بائبل کی وقعت کرتے ہیں ' اسکا حال ہمیں معلوم ہے - آپکی طرح انکا بھی دل اور زبان ' دونوں خالی ہیں - فرق صرف اتنا ہے کہ انکو جو مذہب ملا ' اس سے یقیناً انکی تشنگی بجھہ نہیں سکتی تھی ' لیکن آپ جس چشمے کے کنارے رہکر تشنہ ہیں ' اسکے بعد کوئی نہیں جو پیاس بجھا سکے :- ومن یبتغ غیر الاسلام دینا ' فلن یقبل منه ' وهو فی الآخرة من الخاسرین -

یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جسمیں آپنے اپنے ایک مقام خاص کی طرف اشارہ کیا ہے کہ " ابیت عند ربی ' هو یطعمنی و یسقینی " میں اپنے رب کے یہاں شب باش ہوا تھا ' اس نے جو کچھہ کھلایا ' میں نے کھایا ' اور جو کچھہ پلایا ' میں نے پیا "

کار زار طرابلس

بیسویں صدی کی مسیحی تہذیب کا ایک صفحہ

— * —

عثمانی قیدی اٹلی میں

— * —

جنگ اور امن ' دونوں میں اسلام اور مسیحیت کی گذشتہ تاریخیں جس درجہ متضاد و متباین ہیں ' اسکو ہم ابھی بھولے نہیں ہیں ' لیکن حال میں جنگ طرابلس نے اس اختلاف کی تاریخ میں ایک نیا صفحہ بڑھا دیا ہے -

آغاز جنگ سے جسقدر اٹالی ترکوں اور عربوں نے قید کیے ' انکے ساتھہ وہ بہتر سے بہتر سلوک کیا گیا ' جو ایک بھائی دوسرے غمگین بھائی سے کرسکتا ہے - مسٹر (بیبیت) نے عزیزیہ میں کئی اٹالی قیدی دیکھے تھے - انکا بیان ہے کہ خود ترک افسروں سے کم آرام میں نہ تھے - پچھلے نمبر میں ہم نے کپتان (مریزو) کا خط درج کیا تھا ' جو فرانس کے اخبار (طان) میں چھپا تھا - اسمیں وہ لکھتا ہے کہ مجھے کوئی شکایت اور تکلیف نہیں -

لیکن اسکے مقابلے میں اٹلی کا کیا حال ہے ؟ اسکا اندازہ ذیل کے بیان سے ہوگا -

اٹلی میں جو ترک قیدی بھیجے گئے ' انکو اصلی میدان جنگ سے کوئی تعلق نہیں - یا تو وہ قیدی ہیں ' جو اٹلی نے پبلک کو خوش کرنے کیلیے شہر طرابلس میں قیدی بنا لیے تھے یا وہ ہیں ' جو مختلف بے تعلق جہازوں سے جبراً قید کرلیے گیے ' یا پھر جزائر ایجین کے وہ افسر ہیں ' جنکو اپنے تمام قول و قرار بالاے طاق رکھکر عین غفلت میں (رودس) جزیرہ سے گرفتار کرلیا گیا تھا -

انہی آخر الذکر قیدیوں میں دو شخص (عارف بک)

فکاہات

— * —

مسلم لیگ

— * —

لیگ کی عظمت و جبروت سے انکار نہیں — ملک میں غلغلہ ہے ' شور ہے ' کہرام بھی ہے
ہے گورنمنٹ کی بھی اس پہ عنایت کی نگاہ — نظر لطف رئیسان خوش انجام بھی ہے
کون ہے جو نہیں اس حلقۂ قومی کا اسیر — اس میں زہاد بھی ہیں ' رندی اشام بھی ہے
فیض اسکا ہے بہ اندازۂ طالب ' یعنی — بادۂ صاف بھی ہے دُرد تہ جام بھی ہے
کعبۂ قوم جو کہتے ہیں بجا کہتے ہیں — مرجع خاص ہے یہ ' قبلۂ عام بھی ہے
پختہ کاروں کے لیے آلۂ تسخیر ہے یہ — نوجوانوں کو صلاے طمع خام بھی ہے
رہنمایان نو آموز کا ہے مکتب درس — زینۂ نشر و نما یشۂ بیرے نام بھی ہے
جن مہمات میں درکار ہے ایثار نفوس — ان میں طاقت ل بوسۂ و پیغام بھی ہے
صدمۂ مشہد و تبریز سے آنکھیں ہیں پر آب — دل میں غمخواریے ترکان نکو نام بھی ہے
مختصر اسکے فضایل کوئی پوچھے ' تو یہ ہیں — محسن قوم بھی ہے ' خادم حکام بھی ہے
ربط ہے اسکو گورنمنٹ سے بھی ملک سے بھی — جس طرح " صرف " میں ایک قاعدۂ ادغام بھی ہے

* * *

اسکے آفس میں بھی ہر طرح کا ساماں ہے درست — ورق سادہ بھی ہے ' کلک خوش اندام بھی ہے
ہیں قرینے سے سجی ہوئی میزیں ہر سو — جا بجا دفتر پارینۂ احکام بھی ہے
چند بی اے ہیں ' سند یافتۂ علم و عمل — کچھہ اسسٹنٹ ہیں ' کچھہ حلقۂ خدام بھی ہے
ہو جو تعطیل میں تفریح و سیاحت مقصود — سفر درجۂ اول کے لیے دام بھی ہے
یہ تو سب کچھہ ہے ' مگر ایک گذارش ہے حضور ! — گرچہ یہ سوء ادب بھی ہے ' اور ابرام بھی ہے
مجھہ سے آہستہ مرے کان میں ارشاد ہو یہ — " سال بھر حضرت والا کو کوئی کام بھی ہے ؟ ؟ "

(دلشاد)

(فائق بک) جزائر کے سول حکام میں سے تھے' جنکی چٹھیاں حال میں ترکی اخبارات نے شائع کی ہیں' انکا خلاصہ حسب ذیل ہے :

" جزیرۂ (استرابالی) میں پہلی مئی کو ایک اتالین جنگی جہاز (برن) نامی پہنچا' تاکہ نئے قیدیوں کو روما لے جائے - اسی جہاز پر ہم سوار کرائے گئے' اور پانچ دن کے بعد (ناپولی) پہنچے - جہاز جونہی بندرگاہ کے قریب لنگر انداز ہوا' ایک دخانی کشتی ہم کو لینے کیلیے آئی' جس سے چاریوں کے لیجانے کا ہمیشہ کام لیا جاتا ہے -

ہم کو حکم دیا گیا کہ اپنا اپنا سامان اٹھاکر جہاز کے صحن میں کھڑے ہو جائیں - نصف گھنٹے تک ہم کھڑے رہے' ایک اتالین افسر نے آکر تمام قیدیوں کو گنا' اور پھر انکو دو جماعتوں میں تقسیم کردیا - ایک جماعت میں صرف سول حکام داخل کیے' اور دوسری میں فوجی اشخاص -

اس موقعہ کے لیے اتالیوں نے خاص انتظام کرکے ایک بڑا گروہ ساحل کے ماہی گیروں کا جمع کیا تھا' کیونکہ عثمانی قیدیوں کی تذلیل و تحقیر کے لیے وہاں کی عام پبلک اور اتالین بری اور بحری فوج انکے خیال میں کافی نہ تھی - جونہی ہم لوگ جہاز سے اترے' اتالی ماہی گیروں کا ایک وحشی گروہ' جو جوش و ہیجان سے بالکل پاگل ہو رہا تھا' اپنی اپنی کشتیوں کو لیکر چاروں طرف پھیل گیا' اور چیخ چیخ کر ہمکو گالیاں دینے لگا' اور طرح طرح کے حرکات تحقیر و تذلیل میں بلا ایک لمحہ ضائع کیے ہوے مصروف ہوگیا -

کشتی میں ایک مرتبہ اور ہم کو شمار کیا گیا' اسکے بعد شہر کی جانب روانہ ہوگئے -

عام اتالین پبلک کا مجنونانہ جوش احتقار

کنارے پر اترتے ہی شہر کی عام آبادی کو ہم نے اپنا منتظر پایا - انکے ہاتھوں میں مختلف طرح کی گندی چیزیں' اور لیموں کے چھلکے تھے' جو بے تکان ہم پر پھینکے جاتے تھے' اور انکی زبانوں پر قسم قسم کی گالیاں تھیں' جنکو منہہ میں کف بھر بھر کر وہ زور شور سے سنا رہے تھے - جب ہم انکے پاس سے گذرے' تو ان میں کا ہر شخص اسطرح ہماری طرف جھپٹتا' گویا قتل کرنے کیلیے بیقرار ہورہا ہے - شہر کے رؤسا اور دولت مند لوگ سب سے زیادہ ہماری ذلت کے مشتاق تھے' اور اس سے لذت لیتے تھے -

بار برداری کی ٹریم پر ہمکو بٹھاکر خبر دیگئی کہ (کازارینا) جارہے ہیں - ایک گھنٹے کے بعد ایک جگہ گاڑی روک لی گئی جسکا نام مجھے یاد نہیں رہا - وہاں بھی لوگوں کا سلوک ہمارے ساتھہ بدستور اول تھا -

تیسری بار یہاں پھر ہمیں شمار کیا گیا' اور کہا گیا کہ اب راے بدلدی گئی ہے' کازارینا کی جگہ (کیبانیا) نامی ایک مقام پر ہمیں رکھا جاےگا - کازارینا روما کا ایک پر فضا سرمائی مقام ہے' اسلیے ظاہر ہے کہ عثمانی قیدی کیونکر وہاں رکھے جاتے؟ یہ دوسری جگہ (سارنو) کے قریب ایک نہایت وحشت انگیز جگہہ ہے' جسکے چاروں طرف پہاڑ ہیں - ہم نے سنا اور اپنا تمام معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا -

ہم راہ طے کر رہے تھے' ہر اسٹیشن پر لوگوں کا ہجوم تذلیل و تحقیر کے ساتھہ ہمارا استقبال کرتا تھا - جب (اپودیلی) کے اسٹیشن پر گاڑی رکی' تو ہم نے کھڑکیوں سے باہر کی طرف جھانکا - لڑکوں کا ایک عظیم الشان گروہ تمام اسٹیشن میں پھیلا ہوا نظر آیا' جو ہمکو دیکھنے کیلیے جمع کیا گیا تھا' اور انکے ہاتھہ اور زبان دونوں ہماری طرف متوجہ تھے -

یہاں ہمارا سواری کا سفر ختم ہوگیا' اور ہم کو اسٹیشن سے باہر لیجاکر چار چار آدمیوں کی صفوں میں مرتب کیا گیا' پیدل ہم اپنی آخری منزل کی طرف روانہ ہوگئے - کامل تین گھنٹے کے بلا توقف سفر کے بعد (کامبانیا) کی پہاڑوں سے محصور آبادی نظر آئی - یہاں (پوپ) کے عہد حکومت کے زمانے کا ایک پرانا مدرسہ ہے - جو عرصے سے ویران اور بالکل وحشت کدہ ہو رہا ہے - یہی جگہہ ہمارے قیام کیلیے مقرر ہوئی -

کامبانیا کے کلکٹر کی اتالین فوج پر لعنت

یہاں ایک عجیب واقعہ ہوا' اور خاص طور پر اسلیے ذکر کرتا ہوں کہ اس سے خود اٹلی کے منصف اور عقلمند لوگوں کے مخالف جنگ ہونے' اور انکی تہذیب سوز وحشت کاریوں پر متاسف ہونے کا اندازہ کیا جاسکے گا - جس وقت ہم اُس مدرسے کے قریب پہنچے' تو قصبے کا اتالین کلکٹر بھی وہاں موجود تھا - ہمارے ساتھیوں میں سے ایک فوجی افسر نے اتالین زبان میں (جسے میں اچھی طرح جانتا ہوں مگر انکو معلوم نہیں) کہا کہ " ان ظالم ترکوں کی ہڈیاں یہاں سڑائی جائیں گی " یہ سنکر کلکٹر غصہ سے بے تاب ہوگیا' اور اُس نے چلاکر کہا کہ " ترک ہرگز ظالم نہیں ہیں' ہم کو اپنی جان کے سوا اور کسی انسان کی جان پر اختیار نہیں دیا گیا ہے' ہم کبھی انکی رہائی کی کوشش میں بخل نہیں کرسکتے اور تم لوگوں سے بالاخر چھڑا کے رہیں گے "

یہ کہکر اُس نے اپنی برہنہ تلوار کھینچ لی' اور بالکل لڑنے کیلیے طیار ہوگیا - اسپر فوجی افسر نے چلاکر تمام سپاہیوں کو جمع کرلیا' اور غریب کلکٹر کو پکڑ کے تلوار چھین لی -

ترک قیدیوں کو سور کا گوشت دیا گیا -

تمام دن گذر گیا' اور ہم کو ایک روٹی کا ٹکڑا اور ایک گھونٹ پانی کا بھی نہیں دیا گیا - رات کو ایک افسر آکر مدرسے کی پہلی منزل پر لے گیا' وہاں صرف ایک پرانا اور غلیظ بستر بغیر چادر اور تکیے کے ایک کونے میں پڑا تھا' جسکے اندر روئی کی جگہ چھلکے بھرے گیے تھے - ہم نے اُس افسر سے ایک ہی خواہش یہ کی کہ اسی طرح کے بستر ہم میں سے ہر شخص کے لیے مہیا کردے" مگر اُس نے نہایت غرور و حقارت سے انکار کردیا' اسکے بعد ایک شخص ہمارے لیے کھانا لیکر آیا' اسمیں چند روٹیاں تھیں' جنکے اندر سور کے گوشت کا قیمہ بھرا ہوا تھا - یہ معلوم کرکے ہم سب نے قطعاً انکار کردیا' اور سب کوئی بھوکے پیاسے زمین پر پڑگئے -

مفتش فائق بک

جس کو جزائر ایجین کے قبضے کے موقعہ پر ایک بے طرف مصری جہاز سے اتسلی نے قید کر لیا تھا -

بارہ آدمیوں کے پانوں میں بیڑیاں پہنائي گئیں -

ہمارے مصائب کا یہیں خاتمہ نہیں ہو جاتا ' اسکے بعد ہم کو معلوم ہوا کہ یہاں عام باشندوں کے قریب ہمارا رہنا مصلحت کے خلاف سمجھا گیا ہے کہ کہیں انکے دلوں میں ہماري ہمدردي نہ پیدا ہوجاے - تھوڑے ہي عرصے کے بعد حکم آیا کہ ہم لوگ (اورفا) پہنچادیے جائیں - بھوک کي تکلیف' آب و ہوا کي ناموافقت ' اور ضروریات زندگي سے محرومي نے ہمکو بیمار کردیا تھا ' اور ہم میں سے کسي شخص میں اسکي طاقت نہ تھي کہ پیدل سفر کرے -

لیکن بہرحال احکام کي تعمیل کے سوا چارہ کیا تھا ؟ اپني ملت مقدس کي یاد ' اور خاک وطن کي عزت ہمارے دلون میں ایک ایسي قوت بخش روح تھي ' جو کسي حال میں بھي ہمارے صبر و تحمل کو متزلزل نہیں ہونے دیتي تھي - ہم نے اللہ کي مشیت پر صبر کیا اور روانہ ہوگئے - پہلے روما لاے گئے - یہان سے آگے بڑھنے میں ایک دو گھنٹے کي دیر تھي ' ہم سب شدت جوع سے بے حال ہو رہے تھے - ہم نے محافظ افسر سے التجا کي کہ وہ ہم کو اتنے عرصے کے اندر کھانے پینے کي کوئي چیز خرید نے کي اجازت دے ' مگر یہ سنکر تمام سپاہي قہقہہ مار کر ہنسنے لگے ' اور کہا کہ " کتوں کو بہت جلد بھوک ستانے لگتي ہے "

(اورفا) پہنچنے کے بعد ہماري موجودہ زندگي کا گویا ایک دوسرا دور شروع ہوا ' اور ابتک جو بربري مظالم اور وحشیانہ تعذیب باقي رہگئي تھي ' وہ بھي شروع کردي گئي -

انتہا یہ ہے کہ بغیر کسي نئے جرم کے (علاوہ اس جرم حقیقي کے کہ وہ مسلمان ہیں) ۱۲ آدمیوں کے ہاتھہ پانوں بھي زنجیر اور ہتکڑیوں سے مقید کردے گئے' اور ایک دوسري تنگ و تاریک کوٹھري میں انکو رکھا گیا -

ہماري حالت اس درجہ درد انگیز ہے ' کہ خود یہاں کے ہزار اتالي ' اور تمام اخبار اس ظلم و وحشت پر حکومت کو لعنت ملامت کر رہے ہیں "

غازي انور پاشا کا تار

میدان جہاد سے

— * —

مصر کے عثماني قنصل کے نام غازي انور پاشا نے مندرجہ ذیل تار بھیجا ہے :— (۲ - اکتوبر -)

۳۱ ستمبر کو دشمنوں کي ایک جماعت اپنے مشرقي مورچوں سے نکلي - ہمارے آدمیوں کو جونہي معلوم ہوا ' فوراً نکل کھڑے ہوے اور مقام (قارا قول) میں مقابلہ ہوگیا - دشمن کي تعداد ہم سے پانچ گني زیادہ تھي ' مگر ایک گھنٹے سے زیادہ میدان میں قایم نہ رہسکے اور پانوں اکھڑگئے - انکي جماعت کا افسر اعلیٰ اور تقریباً ۱۴۳ سپاہي مقتول و مجروح ہوے - افسر کے کپڑے اور تمغے اتار کر عرب لے آے تھے - جس سے معلوم ہوا کہ وہ تینتالیسویں بٹالین کا افسر تھا -

اسي طرح ۱ - اکتوبر کي شب کو ہم نے اپنے جدید توپخانے سے کام لیا ' اور ایک پہاڑي توپ کے دہانے سے (درنہ) پر آتش باري شروع کردي - اس سے تمام اتالین مورچوں میں بد حواسي پھیل گئي اور سامنے کا مورچہ راتوں رات خالي کرکے تمام دشمن بھاگ گئے - اس مورچے میں نہایت قیمتي سامان جنگ ' اور کثیر تعداد میں ذخیرۂ رسد مجاہدین کے ہاتھہ لگا ' حالانکہ اب ہم کو ان چیزوں کي چنداں ضرورت بھي نہیں - (انور)

ہفتۂ رواں

کے بعض اہم تار

— * —

باب عالي نے جنگ کا قطعي فیصلہ کرلیا

لندن ۱۸ اکتوبر - باب عالي نے سرویا اور بلگیریا کے ساتھہ جنگ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے -

یوناني بھاگ گئے

سالونیکا کي ولایت میں عثماني فوجوں اور بلغاري قافلوں کے درمیان بھي لڑائي ہوگئي - یہاں بلغاریوں نے تار کاٹ دئیے ہیں - یوناني قافلوں نے سمجھا تھا کہ ہم سرحد پار ہوکر (ایپارس) میں گھس جائینگے ' مگر ترکوں نے اُن کو مار مار کر بھگا دیا -

یونان کو اب ہوش آرہا ہے

لندن ۱۸ اکتوبر :— یونان کے سمجھدار لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو تو لڑائي راس نہیں آئي - اگر بلغاریا کے سوا اور کوئي فتحیاب ہو بھي جائے' تو بھي اکیلا بلغاریا ہي فائدہ اٹھائیگا اور سب گھاٹے میں رہینگے - علاوہ بریں یونان کي فوج اور بیڑا کام کے لائق نہیں - ترکي و اٹلي میں صلح ہوکر ترکي بیڑا آزاد ہوگیا ہے' اسلیے ہمارا بیڑا ترکوں کے مقابلے میں حد درجے ضعیف و کمزور ثابت ہوگا -

ترکوں کا دلیرانہ حملہ

قسطنطنیہ ۱۸ اکتوبر :— ترکي نظام فوج ۱۶ اکتوبر کي رات کو نئي سوگز بلغاریا کے اندر گھس گئي - اور لڑائي دس بجے رات سے شروع ہوکر ابتک جاري ہے -

بلغاري فوج کا فرار

ترکي فوج کے بڑھنے کي کوئي روک تھام نہوئي - بلغاریا کي آگے بڑھنیوالي فوج اپني بڑي جمیعت کیطرف گر گر جاتي تھي - بلغاریا نے (فیلپي پولیس) کے دکھن کي جانب کے دو اہم ریلوے پلوں کو تباہ کردیا ہے -

اعلان جنگ کے وجوہ

لندن ۱۶ اکتوبر :— باب عالي اپنے اعلان جنگ کا سبب یہ بیان کرتا ہے کہ بلقاني ریاستیں ہمارے خانگي معاملات میں کیوں مداخلت کرینگي ' اُنکي فوجي طیاریاں کس لئے ہیں' اور آئے دن جھگڑے کسطرح گوارا ہونگے ؟ باب عالي نے یہ بھي کہا کہ ہم تو امن و صلح کے عاشق ہیں ' لیکن اب امن و سکون قائم رہ نہیں سکتا -

سپاہ سے سلطان المعظم کي درخواست

قسطنطنیہ ۱۸ اکتوبر :— سلطان المعظم نے اعلان میں اپني سپاہ سے یہ درخواست بھي کي ہے کہ جن لوگوں کو لڑائي سے تعلق نہیں انکي جان و مال ' عیال و اطفال کا پورا احترام کیا جائے اور اُن کو کوئي نقصان نہ پہنچایا جائے

مسیحي جہاد

قسطنطنیہ ۲۱ اکتوبر :— یہاں سلطاني اعلان کے وطن پرستانہ پہلو اور بلغاریا سرویا' اور یونان کے شاہوں کے مذہبي اعلانات کا مقابلہ کیا جا رہا ہے - ترکي پریس سخت و سست لہجے میں اِن مذہبي تعصبات پر ملامت کر رہا ہے -

نئي جنگ کي پہلي منزل

— * —

(لندن ٹائمس) کا فوجي نامہ نگار لکھتا ہے :

ترکي لشکر اٹلي سے طاقت آزمائي کا موقع نہ ملنے کے باعث بالکل اچھوتا اور شباب میں مست ہورہا ہے - ترکي سپاہ کا ایک عالم ثنا خوان ہے - ترکي کیا ہے ؟ ایک فوجي شہنشاهي ہے جس سے بہت سي عظیم کارناموں کي توقع کي جاسکتي ہے - انکے هاں آدمیوں کي کمي نہیں ' اگر سامان جنگ برابر فراہم هوجاے تو کم از کم ۱۲،۰۰۰۰۰ سپاہ کو بآساني آمادہ پیکار تصور کیجئے - جمعیت مذکور سے خاص یورو پین ترکي میں ۵،۰۰۰۰۰ فوج کي صفیں طیار هو جائینگي ' لیکن اسکے لیے کسي قدر انتظار ضروري ہے - اگر گھوڑوں کا انتظام کرلیا گیا تو توپیں بھي ۱۰۰۰ سے کم نہونگي - یہ ضرور ہے کہ ترکي کے دشمنوں کیلئے جنگ طرابلس ایک عمدہ موقعہ ہے - اور اسلئے ضرور ہے کہ انکو ابتدائي فتوحات نصیب هوں - نیز مختار پاشا کي گورنمنٹ کو مالیات کا مسئلہ بھي درپیش ہے - تاهم جنگ کا نتیجہ اسکي ابتدائي ساعات هي میں پوشیدہ نہیں هوتا -

اگر عمدہ اسٹاف کے ساتھ ترکي فوجوں کي کمان ایک مستعد جنرل کے هاتھ رهے ' تو ترکوں کو چاروں دشمنوں کے مقابلے میں کامیابي هي کامیابي ہے - بلغاریا ' سرویا ' اور یونان اپني فوجي نقل و حرکت کو بآسان مشترک و متحد کرنے سے قاصر رهینگے - ترک کم وبیش اپنے مرکزي موقعوں پر رهکر ثابت قدمي سے اپني عظیم الشان جنگ جاري رکھ سکتے هیں - ترک جانتے هیں کہ انکا خطرناک دشمن کوئي ہے تو صرف بلغاریا ہے - وہ (اڈریا نوپل) اور (زیرین ماریزا) کے گردا گرد ایک هجوم کرکے محاصرہ کرسکتا ہے ' جہاں پہلي فیصلہ کن جنگ کے مناظر کي سیر دنیا کو دیکھني پڑیگي - پس قدرۃً ترکوں کا پہلا کام یہ هوا کہ (مصطفی پاشا - اڈریا نوپل - کرک کلیسہ) کے خط رواں پر اپنے لشکر کا عنصر اعظم مجتمع کر رکھیں ' تا کہ روڈوپ کے پہاڑوں کے پورب رخ میں بلغاریوں سے فیصلہ کن مقابلہ هوسکے - ابھي ترک یہي کرینگے کہ سرویا اور یونان کو اپنے فوجي حصوں سے هٹاے رکھینگے ' اور ادھر هر طرح کا نقصان برداشت کرلیں گے تا کہ اصلي دشمن پامال هو سکیں -

اگر ترکي نے بلغاریا کو ایک زبردست ضرب لگادي ' تو بس سمجھ لیجئے کہ بلقاني اتحاد کي عمر کا پیمانہ لبریز هو چکا ' اور همارا قیاس تو یہ ہے کہ اسکے بعد سے ترکوں کي جنگي کار روائي پوري مستحکم هوجائیگي -

ریاستہاے بلقان

بلغاریا کو ۴۰۰،۰۰۰ آدمي حاصل هو سکتے هیں ' اور عمدہ میداني فوج ۲،۵۰،۰۰۰ ' اور ۷۰۰ توپیں ' جو بلقاني دائرے میں سب سے زیادہ غالب اور زبردست قوت ہے - قریب قریب تمام مشاق سیاحوں کا بیان ہے کہ بلغاري فوجوں کي ترتیب و نظام ' ذخیرہ ' اور اُنکي جنگي روح کو دیکھ کر اُنکے هیبت خیز هونے میں شبہ نہیں هو سکتا - همیشہ سے لوگوں کا قیاس ہے کہ اگر ترکي سے لڑائي هو تو بلغاریا اپنے عمدہ نظام و ترتیب اور عاجلانہ اسلحہ آرائي کي قابلیت کی بدولت اوروں سے جلد فائدہ اٹھانے کي فکر میں رهیگا -

اسکے بعد بلقاني ریاستوں میں سرویا کا درجہ ہے - یہ ۱،۵۰،۰۰۰ میداني فوج اور ۵۰۰ سے زیادہ توپیں فراہم کرسکتا ہے ' لیکن اُسکے آدمي لڑنے کےلیے تعداد مذکور سے دو چند هیں - اگر یونان بھي لڑے تو اُسکا لڑنا گویا اُسکي فوجوں کي نظام و ترتیب مکمل هونے سے پہلے هوگا ' اسلئے کہ اُسکي میداني قوت ۸۰،۰۰۰ سپاہ سے شائد هي زیادہ هو ' اور توپیں تو کل ۳۵۰ هي هونگي - مانٹي نیگرو کا هر توانا و مضبوط آدمي سپاهي هوتا ہے - اگرچہ یہ پہاڑي آدمي تربیت یافتہ نہیں هیں تاهم بطرز قدیم کے پہلو کے ایک حدتک کانٹے بن سکتے هیں - ان اسباب سے ظاهر ہے کہ ترکي وجودہ مقابلہ اسکي بڑي فوج کي تاریخي عظمت و جلال کے لیے کوئي هلکي آزمایش نہیں ہے -

بلقاني ریاستیں گو کہ ترکي کے خلاف متحد هیں ' لیکن فتح کي صورت میں انکي نیتیں هرگز متحد نہونگی - انکے سوا ایک اور ریاست (رومانیا) ہے - یہ سب سے الگ اور نرالي راے کي حکومت ہے - اسکي میداني قوت بلحاظ تعداد بلغاریا سے کم نہیں ' بلکہ قواعد یافتہ و تجربہ کار لوگوں کے اعتبار سے اسکے پاس زیادہ هجوم ہے - رومانیا بھي اهم حصہ لے سکتا ہے اور اُسکا اندازہ اسوقت حل طلب بھی ہے -

آسٹریا کي امنگیں

ان تمام حریف ریاستوں سے الگ اور دور ' پردے سے لگ کر (آسٹریا - هنگري) کھڑي ہے ' جو مسئلہ بلقان میں اپنے اثر کے لحاظ سے سب سے بڑي زبردست فوجي قوت هونیکے باعث تمام معاملات کو اپنے ارادے کے سانچے میں ڈھالیگي - یہ ممکن نہیں کہ آسٹریا اور روس کي بے طرفي کے یقین کے بغیر یہ ریاستیں ایک قدم اُٹھاسکیں ' اور چونکہ روس امن و سکون کا طالب ہے اور ترکي کے خلاف مسیحي ریاستوں کي عداوت اور دستبرد بھي اُسکي روایات قدیمہ کے منافي نہیں ' لہذا اُسکي حالت نازک سي هو رهي ہے اور یہ بھي نہیں کہا جاسکتا کہ انجام کار اُس سے کسطرح کي کار روائي ظہور میں آئي - جسوقت لڑنیوالے فریقوں کي جانیں مضمحل هو جائنگي ' اُسوقت آسٹریا اپني تازہ دم اور اعلی درجے کي سپاہ لیکر بیچ میں آکر رهیگا ' دیکھنا ! هم یہ چاهتے هیں اور یہ نہیں چاهتے -

عساکر عثمانیہ

اب ترکي فوج کیطرف نظر کي جاتي ہے - همیں توقع ہے کہ ساتویں نظام ڈویزن (کرک کلیسہ) میں ' دسویں ڈویزن (اڈریا نوپل) میں ' اور نویں ڈویزن (بابا ایسکي) میں مع نئے ریفل بٹالین اور اسپ سواروں کے مجتمع کردي گئي هونگي جس انتظام کي وجہ سے روڈوپ کے مشرقي سرحدي راستے اور پگڈنڈیاں ترکوں کے قابوں میں رهینگي - شائد پردے کے پیچھے اول ' دوم ' سوم اور چہارم ترکي آرمي کوربھی جمع هو رهی هوں ' اور جزیرہ نماے گیلي پولي ' دیدیا غچ ' اور باسفورس ' اور پاے تخت کي حفاظت کے لئے چار اور فوجي جمعیتوں کي ضرورت محسوس هو جو ابتک غیر مکمل هیں - لیکن قسطنطنیہ میں اسوقت درجۂ اول کي ردیف فوج کي دو ڈویژنیں موجود هیں اور بہت جلد انہیں اصلي فوجوں کي جگہ لیني پڑیگي - درجۂ دوم ردیف کي ۵ ڈویژنیں شائد بابا ایسکي ' اڈریا نوپل ' گماجینا ' کرجاي اور بلیر میں هتیاروں سے لیس هورهي هونگي - شائد (تھریس) میں انہیں فوجوں کو پہلي لڑائي کي ضرب اٹھاني پڑے -

آخرترین ترتیب کے مطابق ترکوں کے فوجي کوروں میں پیادہ فوج کي تین ڈویژنیں ' تین رجمنٹیں ' هر ایک میں تین بٹالین ' دو یا تین رجمنٹوں کا ایک اسپ سوار بریگیڈ ' ۳٦ توپیں ' انجینیروں کي ایک بٹالین ' برج ٹرین ' اور مددگار فوج شامل هونگي - عملاً هر کور (فوجي حصہ) میں تین ڈویژنیں نہیں هیں ' اور نہ تمام ڈویژنیں ۱۲ بٹالین کي هیں ' حالانکہ ایسا هي هونا چاهئے تھا ' لیکن اول فوجي اسپکشن میں ' جسمیں ۴ فوجي کور شامل هیں ' تقریباً تمام بٹالین داخل هو نگي -

اڈریا نوپل کے مضبوط قلعوں میں یہ چار فوجي کور چند ردیف ڈویژنوں کي مدد سے بلغاري چڑھائی کی بلا شبہ مہیب مدافعت کرنے پر قادر هونگے ' لیکن اگر [illegible] پر کمک نہ آجائگی ' تو بھالئے ایک حملہ آورانہ پہلو اختیار نہ کر سکیں -

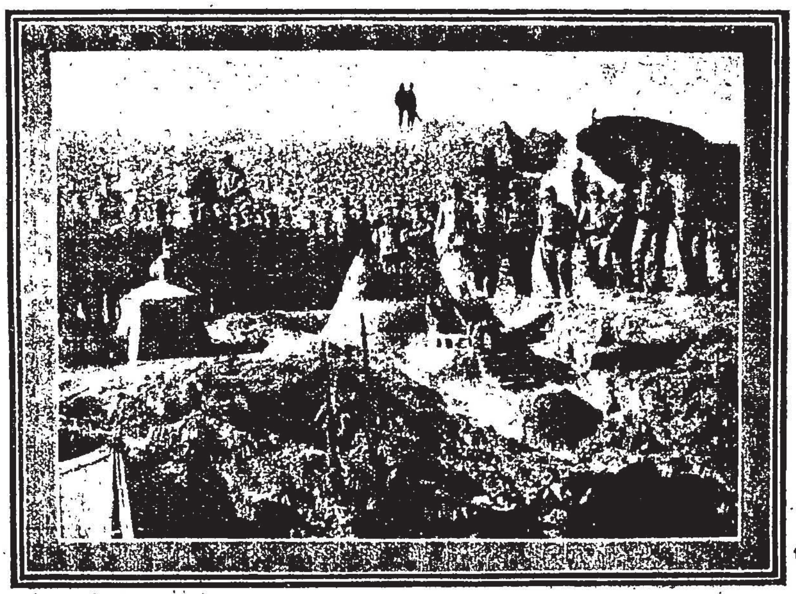

بنغازي کے جدید اٹالین مورچے اور قلعہ بندي

موسیو کولیرا ایڈیٹر (النیل) مصر کي بہن نے یہ تصویر کھینچي ہے

صداے ملت

— * —

الهلال كي دعوت كي نسبت

— * —

جناب مولوي بركت علي صاحب بي - اے از قصور ضلع لاهور

(۱) ضميمه كي دفعه نمبر ۲ ميں آپ تحرير فرماتے هيں " الهلال كي دعوت كا اصل اصول مسلمانوں كو انكي زندگي كے هر عقيدے ميں اتباع كتاب الله و سنت رسول الله كي طرف بلانا هے " اور پهر آگے چلكر دفعه نمبر ۸ ميں هے " يه آپكا اتفاق اور اختلاف صرف اصول ميں هوگا جسكي تشريح كردي گئي هے اور جسكي ايك شاخ يعنے پوليٹكل تعليم كي نسبت ۸ ستمبر كي اشاعت ميں عرض حال كر چكا هوں "

خواه كوئي براے نام مسلمان (اللهم لا تجعلني منهم) كيوں نهو ' مگر اميد نهيں كه اس اصول كے متعلق بجز لفظ متفق اور كچهه جواب ديسكے كوئي شخص ايسا شقي القلب اور كور باطن نهيں هوسكتا ' جو مسلمان كهلا كر اس " اصول " سے اختلاف كرے - ممكن هے كه دلدادگان تهذيب نو اور وابستگان تمدن جديد ميں سے كوئي ايسا هو ' مگر شكر هے كه ميں انميں سے نهيں هوں -

ميرا تو عقيده هے كه مسلمان كسي قسم كي ترقي نهيں كرسكتے جبتك كه وه هر كام ميں اپنا راهنما اور راهبر كتاب الله كو نه مانيں اور صرف منهه سے نهيں ' بلكه عملا تسليم كريں ' خدا شاهد هے كه يه عقيده الهلال كے پڑهنے سے نهيں ' بلكه اسوقت سے هے ' جبكه الهلال كي اشاعت و اجرا كا خيال مصنف و مديركے دل ميں پيدا هوا تها - مطاوبه جواب تو اصل ميں ديا جاچكا ' ليكن اب ميں دو چار لفظ فروعات پر عرض كرنا چاهتا هوں -

(۲) دفعه ۵ ميں آپ تحرير فرماتے هيں " ليكن پاليٹكس اس كا اصلي موضوع نهيں " اپ جيسے صاحب قلم اور صاحب تدبر و فكر بزرگ قوم سے (گهبرائيے نهيں - يه الفاظ خدا جانتا هے ' ميں نهايت اخلاص اور محبت سے لكهه رها هوں ' ميرا دل اپكو بهت هي عمده الفاظ ميں مخاطب كرنيكو چاهتا هے ' گو آپ اپنے انكسار كي وجه سے اسپر يه نوٹ چڑهاديں " اينده اس طريق تخاطب سے معاف فرمائيں كه اسكا اهل نهيں ") يه الفاظ نهايت هي غير متوقع اور خلاف اميد هيں - جب اپكا يه اراده هے بلكه عزم هے كه " مسلمانوں كو انكي زندگي كے هر عمل و عقيدے ميں اتباع كتاب الله و سنت رسول الله (روحي فداه) كي طرف بلائيں " تو پهر كيونكر هوسكتا هے كه آپ هر عمل و عقيدے كي شرط قائم ركهكر " پاليٹكس " كو اسلامي كوچے سے باهر نكال ديں - قران كريم سے بڑهكر سياست كي اور كون كتاب هوسكتي هے - تعجب پر تعجب تو يه هے كه آپ خود اس امر كو اپنے ۵ ستمبر كے مضمون ميں تسليم كرچكے هيں - يه نهيں هوسكتا كه سياست همارے حدود عمل سے خارج كر ديجاے - سمجهه ميں نهيں آتا كه كس امر نے آپ جيسے آزاد حق گو كو يه فقره لكهنے پر مجبور كيا -

(۳) آج ايك مهينه هوا ميں نے اپنے ايك دوست كو جو الهلال كے خريدار بهي هيں ايك مفصل خط تقليد اور اسكے نتائج پر لكها تها - جسميں ميں نے انهيں نصيحت كي تهي كه اگر تم چاهتے هو - كه تمهاري قوم بيدار هو ' سنبهلے ' ترقي كے ميدان ميں قدم ركهے ' تو خدا كيلئے هر قسم كي تقليد كا استيصال كرو ' تقليد مذهبي بهي ' معاشرتي بهي - آبائي بهي ' اور سياسي بهي وغيره وغيره - مجهے تو اس تقليد كے نام هي سے نفرت هے - يه حيوان كا كام هونا چاهيئے نه كه انسان كا - اور يوں مطلق تقليد سے تو كوئي بهي نهين ره سكتا - كيونكه وه دوسري حد هے ديوانيت كي -

(۴) " هندؤں سے ملاپ " اسپر مجهے بهت كچهه لكهنا تها ' اگر خود اسي نمبر ۱۱ ميں محمد حسين صاحب آزاد از اٹاوه كي چٹهي شايع نهو جاتي - ليكن پهر بهي مختصر عرض خدمت هے - هندو قوم سے هميں پولیٹكل اغراض كے لحاظ سے ملنا ضرور هے - ليكن ملاپ كے معنے كيا هيں ؟ اگر ملاپ سے مراد " ولايت " كي دوستي ' تو هميں آپكي اور آپكے دوسرے همخيالوں كي ذرا پروا نهيں ' كيونكه يه صريحا تعليم قراني كے مخالف هے - خداے كريم پكار پكار كر كهه رها هے :

(الف) يا ايها الذين آمنوا لا تتخذوا بطانة من دونكم لا يالونكم خبالا - ودوا ما عنتم - قد بدت البغضاء من افواههم ' وما تخفي صدورهم اكبر - قد بينا لكم الايات ان كنتم تعقلون -

(ب) ان تمسسكم حسنة تسؤهم ' و ان تصبكم سيئة ' يفرحوا بها - اسميں كچهه شك نهيں ۱۵ عين " يفرحوا بها " كے آگے هي " و ان تصبروا " هے ' ليكن پهر خود هي صانع حكيم نے " وتتقوا " فرما كر تمام شبهات مٹاديے - صبر هم كرچكے ' آج تك پورے پچاس برس اپنے حكام كے هاتهوں هم صبر كي ڈهال كے پيچهے پناه گزين هوتے رهے ' جو كچهه هميں صلا ملا هے ' وه روشن هے - اب هندؤں كے ساتهه آپ صبر كي تلقين كرتے هيں - اگر آپ كا خيال هے كه پچاس سال اور ايسے گذرنے چاهئيں ' تو خير ' يه خيال آپ كا آپكو مبارك هو - جهانتك اس خيال كا تعلق هے ' مجهے هرگز اس سے اتفاق نهيں - صبر همنے كيا ' ليكن اصلي چيز جسے هميں اپني سپر بنانا چاهيئے تها ' اس سے هم هميشه غافل رهے - " اتقاء " اور " صبر " بهم آميخته سے جو طريق بچاؤ كا ان دشمنان اسلام كيليے پيدا هوتا هے ' وهي اصلي ڈهال هے - حقيقت يه هے كه صبر كے معني ٹهيك اور صحيح سمجهه ميں جب هي آتے هيں ' جب هم اتقاء كے لفظ كو انكهوں ميں بٹها ليں ' اور دل ميں جگهه دے ليں -

قراني آيات اس بارے ميں اس كثرت سے هيں ' كه كل كي كل يهاں نهيں لائي جاسكيں ' اور نه هي اپكو لكهتے هوے ان كے استحضار كي ضرورت هے بهرحال نتيجه ان سب سے يهي نكلتا هے كه " بطانت " اور " ولايت " جو قراني اصطلاح ميں دوستي اور قلبي تعلق كا نام هے ' ايك مسلم اور غير مسلم ميں ناممكن هے ' بلكه اقدام بطالت كو صريح مذلت اور گمراهي كها گيا هے -

اگر ملاپ سے مطلب هے ظاهري تعلق ' تو يه تو صريح نفاق هے - اور اسلام اور نفاق ' ايك جگهه جمع نهيں هوسكتے -

ملاپ كے ايك اور معنے هوسكتے هيں - مسلمان هندؤں كي مخالفت نكريں ' هندو انكي معاندت پر كمربسته نهوں - سو مسلمان بيچارے ايذا دينے كے قابل هي كس روز هوے - ننگي نهاے كيا اور نچوڑے كيا ' اور اگر طاقت هوتي تو زيادتي تو حيوانوں پر بهي جائز نهيں - انسان تو كجا ؟ چنانچه قران كهه رها هے لا يجرمنكم شنئان قوما ان لا تعدلون - هاں برادران وطن كے هاتهوں جو زخم هميں لگ رهے هيں ' اور جنكي رفتار افسوس هے ' دن بدن زياده هو رهي هے '

اسکي تفصيل اگر لکھوں تو الهلال کا پورا ايک نمبر مطلوب هو - مشکل تو يه هے که هردو بلاؤں ميں معلوم نهيں هوتا ' چهوٹي کون سي هے که اسکو اختيار کرليا جاے - آج سے چند سال پيشتر خود هندو قوم نے همکو اپنے ساتهه شريک هونيکي دعوت دي - ليکن همارے ليڈروں نے هميں بيسيوں طرحکے فرضي خطرات دکها دکها کر اس شرکت سے باز رکها - ميں ذاتي طور سے - کچهه شک نهيں - اسوقت اس اتحاد کے مخالف تها - سنه ۵۷ هميں بهولا نهيں - کريں سب اغيار اور سزا بهگتنے کو هم - اگر هم انکي دعوت کو قبول کرليتے تو يقيناً همارا بهت برا حشر هوتا - ليکن خدا جانے ليڈروں کو رو سياه ليڈروں کو کيا هوگيا ' جو هميں اسوقت هندوں سے جدا رهنے کي تلقين کرتے تهے ' آج همارے ان سے ملنے کو همارے حق ميں ترياق و اکسير بتا رهے هيں - بهر حال يه ايک عبث بحث هے ' اسکا فيصله خود زمانه کرديگا - آپ جو فرض اپنے ذمه لے چکے هيں ' اسي کو پورا کريں - لوگ مسلمان بن جائيں - اور کسي چيز کي ضرورت نهيں -

يه ميري راے تهي - ميں نے اسے لکهديا ' اور صاف صاف لکهديا - ليکن اس سے ميں انکار نهيں کرسکتا که اب بوجه وسيع المعلومات اور صاحب نظر هونے کے ان امور کو مجهسے بهتر سمجهتے هيں - چونکه بموجب ارشاد اپني راے ظاهر کردينی ضروري تهي اسليے عرض کردي گئي -

(۵) اب رها لب و لهجه - سو مجهے اس سے بکلي اتفاق هے بلکه کاش مجهے بهي ايسي قوت بيانيه اور سحرنگاري ملتي تو ميں بهي تحرير و تصنيف کو اختيار کرتا - نه براے وصول زر' بلکه محض بنيت خدمت قوم - البته قوت لايموت لينے کو ميں اپکي طرح داخل گناه نهيں سمجهتا -

ميں پهر عرض کرونگا که آپکا پاليٹکس کو الهلال کے موضوع سے خارج سمجهنا اظهار کمزوري هے ' اور نيز اپنے اصول سے بهي قدرے انحراف هے ' علي الرغم اعدا کهيے اور ڈنکے کي چوٹ کهيے که پاليٹکس الهلال کا خاص موضوع هے -

اگرچه عمده راے کيليے يه امر از بس ضروري تها که گياره کے گياره پرچوں پر کم از کم ايک نظر اور پڑتي ' ليکن افسوس هے که اسکے ليے بهت وقت درکار هے ' اور آپکو حصول آرا ميں عجلت - خير' جو کچهه سرسري مطالعه کا نتيجه هے ' پيش کيے ديتا هوں -

ليکن رخصت هونے سے پهلے يه بات بهي کهني چاهتا هوں که اگر آپ ميري تحرير اور خيالات کي خاميوں سے چشم پوشي کرسکيں اور اگر الهلال جيسے عالي قدر پرچے کے مقام ميں يه فرزند تهوڑي بخوشي اسے ايک گوشه ميں جگهه ديں - يه ميرے ليے باعث صد افتخار هے ' نيتن ميں تاکيد بهي نهيں کرتا - کيونکه من - آنم که من دانم -

---

از جناب مسٹر سيد علي نقي صاحب (امروهه)

آج الهلال کي پاليسي اور موجوده روش کي متعلق کچهه عرض کرنيکا قصد کر رها تها که عين انتظار ميں الهلال پهونچا - " الهلال " کي صورت ديکهکر ' نا ممکن هے که بغير ختم کئے هوئے کسي دوسرے کام ميں دل لگے - اور جب الهلال ختم هوجاتا هے تو ايک هفته کے سخت انتظار کي بهيانک شکل سامنے آکر عجيب طرح کي تکليف ديتي هے - الغرض لکهنؤ کي تهذيب و شايستگي کے ايک اعلی نمونه کي مراسلت نظر پڑي اور ساتهه هي آپکي طرف سے اسکا جواب بهي -

خير - اس ننگ اسلام نے آپکو جو کچهه لکها - اسکا جواب اس سے بهتر نهيں تها جو آپنے ديا - مگر افسوس اسکا هے که اسنے اپنا نام کيوں نهيں ظاهر کيا ? کم سے کم اسکو بهي يه معلوم هوجاتا که اب مسلمان وه مسلمان نهيں رهے جيسا وه خود هے ' يا جيسے اسکے همدرد اور معاونين هونگے ....

يه نهيں سمجهتا که ايک الهلال کے اڈيٹر کو چار باغ اور امين آباد کي سڑک پر (خاکم بدهن) هلاک بهي کرديگا ' تو اس سے کيا هوگا ابتو ساري دنيا الهلال بنتي جاتي هے - تين هي مهينے ميں الهلال نے هزاروں مسلمانوں کے دلونميں وه تڑپ اور بيقراري پيدا کردي هے جسے تيرے ...... هاتهه اور ...... هتيار کيا ' دنيا کي زبردست قوتيں بهي نهيں مٹا سکتيں - کس کس الهلال کو تو اور تيرے ليڈر مٹائينگے ? افسوس مسلمانوں ميں ايسے ...... ذهن اور ...... طبيعت وجود ابهي موجود هيں - هم کيا شکايت کريں ان روسي ظالموں کي جنهوں نے عشره کے روز مقدس عاشقان اسلام کو پهانسي پر چڑهايا تها اور جسکا خوني منظر اسي رساله کے اندر دکهايا گيا هے -

الهلال کي پاليسي کي نسبت بهت مختصر طور عرض کرديتا کافي هے ايسے وجودوں کے سوا کوي مسلمان ايسا نهيں هوگا جو الهلال کي پاليسي کو سخت کهه سکے - بات يه هے که اردو اخبار ديکهنے والونکو عادت تو هے .... کے ديکهنے کي (الهلال) انهيں کيا پسند آے ? .... مگر خدا کيليے آپ اپني رفتار سست کبهي نه کيجيے - اب هماري طبيعتيں پهيکے شربت سے سير نهيں هوسکتيں - اب مسلمانوں کي آنکهيں الهلال جيسے اخبارونکو ڈهونڈ رهي هيں -

ميں قسم کهاتا هوں که اپنے ديگر سته ضروري کاموں کي طرح الهلال کي توسيع اشاعت کو بهي آينده سے اپنا فرض زندگي سمجهونگا -

---

جناب مولوي اسحاق النبي صاحب خلف الصدق مولوي اشفاق النبي صاحب از (شاه آباد)

ميري طلب پر جناب نے الهلال کے پرچے ويلو پي ايبل کے ذريعه سے بهيجديے ليکن جس روز سے ويلو وصول کيا گيا هے' پهر کوئي پرچه وصول نهيں هوا' حالانکه اسوقت تک اور دو پرچے وقتاً فوقتاً پهونچنا چاهيے تهے - ميرے پاس دو روزانه اور ايک هفته وار اخبار هميشه آتے هيں اور ميں ' ديکهتا هوں که جيسے روزه دار کو شام کا انتظار هوتا هے ' اسيطرح ميرے والد کو ڈاک کا انتظار هوا کرتا هے ليکن جس روز سے الهلال کے پانچ پرچوں کا پلنده پهنچا هے اس روز سے آجتک بے طرح والد ماجد کو بوجه نه آنے الهلال کے تکليف هے ' مجهسے والد فرماتے هيں که ميں نے مدت العمر ميں کوئي اخبار ايسا دلچسپ اور کار آمد از قوم کے واسطے مفيد نهيں ديکها هے - مضامين کے هر هر لفظ سے ظاهر هوتا هے که قوم کي حالت پر آنسو بهاتے وقت يه موتي ٹپکے هيں - مجهسے والد ماجد نے فرمايا که ميرے دل پر کبهي کسي مضمون سے اسقدر رقت طاري نهيں هوئي هے ' جسقدر الهلال کو پڑهکر طاري هوتي هے -

مجهکو پڑهنے لکهنے سے فرصت نهيں ملتي ورنه ميں منادي کرتا که هر مسلمان اسکو خريدے - ليکن ميرے والد نے اسکام کو اپنے ذمه ليا هے ' وه فرماتے هيں که ميں کم سے کم ۲۵ پرچے بکوانے کي کوشش کرونگا جس سے قوم کو بے حد نفع پهونچ سکتا هے ' اور ممکن هے که زيادتي اشاعت سے مطبع کے نقصان ميں کمي هوجاے - مگر والد کو يه شکايت هے که لوگ ۸ روپيه پوري قيمت دينے کے بجاے ' اپنے بچونکے نام جاري کرانے پر زياده مائل هيں -

....

آپ شاید سمجھتے هیں که ابھي الهلال نے کچھه بھي شهرت نهیں پائي هے' حالانکه اسکي قبولیت اور پسندیدگي کي کوئي انتها نهیں - اسکا سبب صداقت ' محبت قومي ' بےغرضي و ایثار هے - اگر دل میں جناب کے روپیه کا نفع مد نظر هوتا تو یه یقین هے که الهلال کي یه منزلت نهوتي .... میرے والد نے مجھسے اسکا ذکر کیاکه اگر مولانا حق گوئي کي تلخي پرکوئي شیریں ته جما دیا کریں تو آساني سے حلق سے فرو هو جانے کي امید هے - کیونکه طبیب جسطور پر هو سکتا هے' مریض کو دوا پهنچاتا هے تاکه مریض کو شفا هو جاوے - اگر بے وقوف اور نا عاقبت اندیش مریض نے دوا کو کڑوا سمجھکر استعمال نکیا تو اوسکے تندرست هونیکي کوئي امید نهیں هوسکتي

جناب مولوي اشفاق النبي صاحب سب انسپکٹر پولیس شاه آباد (رامپور)

کاش کسیطرح سے آپکو یه علم هوجاتا که آپکي تحریر میں کیا اثر هے ؟ میں نے بچشم خود یه دیکھا هے که خدا سے ایسے باغي مسلمان' جنکو دولت و حکومت نے خدا کے سامنے بھي خم هونے کي اجازت ندي' آپکے رسالے کو اونھوں نے چوما ' آنکھوں سے لگایا ' اور بچوں کیطرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیے - میرے نزدیک یه کامیابي کوئي معمولي کامیابي نهیں هے - میں خدا کا شکر کرتا هوں اور آپ سے درخواست کرتا هوں که آپ بھي هزاراں هزار شکر ادا فرمائیں -

میں نے آپکے رسالے کے گرد مجمعے دیکھے هیں' مکان میں لیجا کر خانودان حرم کو سنانے دیکھا هے' اور وه منزلت دیکھي هے جسکو اگر آپ ملاحظه فرماتے تو و الله بے حد متعجب هوتے -

---

(از جناب مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شرواني رئیس بھیکم پور)

الهلال کے ساتھه جو ضمیمه طلب راے کا شائع فرمایا گیا هے اوسکا جواب یه نیاز نامه هے - یه کانفڈنشل نهیں هے - لهذا اوسکے اخفا کے ضرورت نهیں -

(۱) اولاً اصول دعوت الهلال - تو اس سے مجھے بالکل اتفاق هے اور یه میرا دلي عقیده هے که اگر مسلمان زنده هوسکتے هیں اور رهسکتے هیں تو صرف اتباع کتاب الله و سنة الرسول سے (صلی الله علیه وسلم) روح یه هے اور باقي اور چیزیں بمنزله دیگر ضروریات زندگي هیں - جب میرا یه عقیده هے اور ضرور هر مسلمان کا یه عقیده هوگا تو ظاهر هے الهلال کے اس اصول سے که " مسلمانوں کو اونکے زندگي کے هر عمل و عقیده اتباع کتاب الله و سنة رسول الله کے طرف بلانا " کسطرح اختلاف هو سکتا هے ؟

(۲) دو باتوں سے مجھکو اختلاف هے - اولاً الهلال کے مباحث کے وسعت سے - پولیٹکس' تعلیمات ' مذهبي رفارم وغیره یه امور ایسے هیں که انمیں سے هر ایک پرحقیقي بحث کے لیئے پوري توجه کي ضرورت هے - اور جس حالت میں که اس وقت هم هیں' ایک شخص واحد کا ان تمام امور سے کامیابي و تسلسل کے ساتھه بحث کرنا نا ممکن هے ' لهذا میرا خیال هے که آپکو اپنا موضوع محدود کرلینا چاهیے' بحث کے واسطے مبحث کے تمام ماله وما علیه سے واقف هونا اور بعد واقفیت غور و تامل لازم هے ' بدوں اسکے اگر راے کا اظهار هوگا ' تحقیق کے پایه سے گرا هوا هوگا -

مثلاً آپ محمدن کالج کي پالیسي ' اوسکے طرز عمل' اوسکے طلبا' اوسکے مهتموں کي نسبت بحث کرنے میں اظهار راے فرماتے هیں - میں اوس تجربه اور علم کے رو سے جو مجھکو برسوں کے واقفیت سے حاصل هے ' محسوس کرتا هوں که وه رائیں بارها پایۂ تحقیق سے گري هوئي هوتي هیں - اگر مزید تفصیل آپ طلب فرمائیں کے گذارش کي جایگے -

ثانیاً - خشونت لهجه - کلام مجید میں حضرت موسی کو جو شان جلال کے مظهر تھے ' فرعون کے مقابله میں جو سرکشي کا نمونه تھا ' لینت کي تعلیم فرمائي گئي - خود حضرت سرور عالم (صلی الله علیه وسلم) کے نسبت ارشاد هوا که لینت باعث کامیابي تھي ' درشتي باعث ناکامیابي هوتي ' اس صورت میں الهلال کا سخت لهجه کهاں تک کامیاب و مطابق تعلیم رباني هوگا - میں اس امر کا سخت مرید هوں که اصلاح کے لیے صاف گوئي ' بیباکانه روک ٹوک ' اور گرفت کي اشد ضرورت هے لیکن یه سب کچھه ایسے لهجه سے بھي هوسکتا هے جو سخت نهو اور یقیناً لینت بمقابله خشونت قلوب میں زیاده دیرپا اور گھرا اثر پیدا کرتي هے ' اور یهي مقصود تلقین - الهلال کا لٹریچر مجھکو تو بیحد پسند هے اور میں اوسکے پڑھنے میں ایک روحي سرور محسوس کرتاهوں مگر میرا خیال هے که عام قارئین الهلال کے فهم سے شاید بالاتر هو' اور اسلیے مبادا اوسکا نفع محدود رهجاتا هو -

---

از جناب مولانا محمد یعقوب صاحب (مونگیر)

ادام الله شموس افاضتکم طالعة علی المسلمین

اس عاجز نے تمام پرچونکو ابتداے اشاعت سے اسوقت تک جسقدر شائع هوے بخوبي دیکھا ' میري عقل ناقص میں الهلال اس غرض و غایت کے لیے منفرد هے که مسلمانوں کو انکے زندگي کے هر عمل و عقیدے میں اتباع کتاب الله و سنت رسول الله کي طرف بلاتا هے اور انکي پولیٹکل مصالح کے لیے بھي وه اسي اصول کو نهایت زوروں کے ساتھه پیش کرتا هے - بے شک هماري دنیاکي زند گي بھي اوسي قانون الهیه کے ساتھه مربوط هے ' هم دین کو دنیا سے علحده نهیں کرسکتے اسلئے همارے طرز معاشرت کے قوانین کا مجموعه وهي کتاب الله و سنت رسول الله هے - اخلاقي و تمدني و سیاسي اعمال و عقاید کو کتاب الله و سنت رسول الله سے علحده سمجھنا کفر صریح سمجھتا هوں - من یطع الله و رسوله فقد فاز فوزا عظیما - بے شک همکو الهلال کے دعوت سے اتفاق هے - فقط ایک امر موجوده حالت کے اعتبار سے قابل گذارش هے وه یه هے که هم و نیز همارے مصلحین عام اس سے که طبقه علما میں سے هوں یا غیر علما سے ' وه جسقدر کهتے هیں کرتے نهیں : یا ایها الذین آمنوا لم تقولون مالاتفعلون - یهي وجهه هے که هم مسلمانوں میں وه غیرت و جمعیت وه صبر و استقلال وه عزم و اراده جسکي دعوت آپ دیتے هیں' جستجو اور کوشش کا محتاج هے اسی وجهه سے همارے مصلحین کا طبقه بھي (کل قول لا یصدقه الفعل فهوکذب) کے کلیه کے ماتحت معلوم هوتا هے - اگر هر مسلمان ایک دوسري کي غلطي و غلط روي ظاهر کردیا کرے اور کشیدگي و رنج آپسمیں نه هو تو مسلمانوں کے دن ضرور پھر سکتے هیں - جناب والا نے احقاق حق کے طرف لوگونکو دعوت دي - اکثر الناس کو الحق مر کے اعتبار سے جناب والاکي باتیں کڑوي معلوم هوئیں تو دست و گریبان هوکر لڑنے کے لیے مستعد هوگئے - پس ایسے حالت میں ناصحین اس آته شریف پر نظر فرماویں (ابلغکم رسالة ربي ولکن لاتحبون الناصحین) اسوقت بلا خوف لوم لایم جو گراں بها نصایح آپ لوگونکو دے رهے هیں' وه قابل صد قدر و شکرگذاري هے -

میرا خیال هے که الهلال کے اصول دعوت سے وهي شخص مخالف هوسکتا هے جو افرایت من اتخذ الهه هواه کا مصداق هے ایسے لوگوں کي باتونکو خیال میں لانا هي بیجا هے - ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطاً -

مسٹر فضل الرحمن صاحب از (بانکي پور)

الہلال اتباع کتاب الله و سنت رسول الله کي طرف بلاتا هے' کون مسلمان هے جو اسلام کے ساتهه اس دعوت کے شمول سے انکار کر سکے ؟ یقین مانیے که اس پر اشوب زمانه میں آپ کو میں ایک بہت هي بڑي اخلاقي قوت سمجهتا هوں - امت مرحومه کي یه خوش قسمتي هے که ایسا آدمي پیدا هوا - آپ امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کي تلقین جن رعد اسا لہجوں اور زلزله انگیز لفظوں میں کیا کرتے هیں' اور جس کے زور و شور کے رعب و هیبت سے نفاق اور قوم فروشي همارے لیڈروں کے سینوں میں پڑي هوئي کانپ رهي هے' اور نیز جس بلند اهنگي سے آپ ان خود ساز زبردستي کے پیشوایان ملت کي خفیه سیه کاریوں کي پرده دري کیا کرتے هیں - یه در اصل مظاهر هیں اس اخلاقي جرأت کے' جسے هر موحد کے دل میں لازمي طور پر هونا چاهیے اور جس کي نظیر اجکل بالکل نایاب هے - اگر قوم میں ایسے جري' راست باز' راست گو' راستي پسند کچهه اور لوگ هوجائیں' تو قوم کي قسمت آج پلٹ جاے اور اسکي بدبختي کا آج هي خاتمه هو جاے - آپ کے لب و لہجه میں بهي مجهے کوئي بات قابل اعتراض نظر نہیں آتي - کیا اب وقت اسکا هے که هم میٹهے میٹهے نرم نرم الفاظ خوشامد کے منهه سے بولیں ؟ یه وقت اضطرار هے اور اضطرار میں سب باتیں جائز هیں اور پهر یه تو غیر ممکن هے که کوئي مفید کام بلا کسي کو رنج پہنچاے انجام پاسکے -

مختصر یه که آپ جو کچهه بهي کرتے هیں' مجهکو اس سے بالکل اتفاق هے -

---

جناب مولوي عطاء الرحمن صاحب ایم - اے - پروفیسر راجشاهي

بجواب ضمیمۂ الہلال عرض یه هے که الہلال کے اصول اور پالیسي سے مجهے پورا اتفاق هے - میرا عرصه سے یہي خیال رها هے که مسلمانوں کو قومي ترقي هرگز نصیب نهوگي جب تک قران کریم کے بتائے هوے مسلک پر وه نه چلینگے - اگر وه (اعلون) کے زمره میں داخل هونا چاهیں تو انهیں (مومن) هونا ضروري هے -

هاں البته بعض اوقات آپ کے مضامین میں کسي قدر درشتي هوتي هے - میں اسکا بهي مخالف نہیں اگر سختي کے جواب میں سختي هو - ایک حضرت نے ایک بڑي رقم اعانتاً دیني چاهي - اونکي اعانت قبول کرنا آپ کے اصول کے خلاف تها تو نرمي سے آپ جواب دے سکتے تهے - لیکن آپکے مضمون میں غیر معمولي سختي تهي' جو که آپ جیسے بزرگ کے شایاں شان نہیں - دیگر عرض یه هے که الہلال کو آپ ایک میگزین کے طرح شایع کر رهے هیں - شاید یہي آپ کا مقصود هو - لیکن ساتهه هي ایک اخبار کا فرض بهي ادا کرنا ضروري هے - یعنے جیسے آپ اعلی مضامین قومي و مذهبي امور پر لکهتے هیں - ویساهي دو چار صفحے خبروں (علی الخصوص اسلامي خبروں) کے لیے بهي علیحده رکهه چهوڑنا چاهیے - راے قایم کرنے کے لیے خبروں کا جاننا بهي ضروري هے - جس سے کسي قوم یا ملک کے نشیب و فراز کا علم هوتا هے -

---

مسٹر اظهر علي صاحب آزاد ایم - آر - ایس تحصیلدار خلیل آباد (بستي)

جیسا که میں کل کے عریضے میں عرض کرچکا هوں میں اپني ذاتي راے کو کسي طرح قابل وقعت نہیں سمجهتا نه میں اس قابل هوں که آپکے سے عالم متبحر کے آگے زبان کهول سکوں - میرا آپکو کسي معاملے میں صلاح دینے کي جرأت کرنا حکمت به لقمان آموختن کا مصداق هے - هاں یه هو سکتا هے که -

گاه باشد که کودکے نادان * بغلط بر هدف زند تیرے

میں نے جو کچهه عرض کیا هے اسکا لب لباب صرف ایک مصرعه میں ادا هو سکتا هے -

زمانه با تو نسازد تو با زمانه بساز

میرے نفس مطلب کے ادا کرنیکے لیے ایک هي مصرعه اور هے جس سے میں مدد لے سکتا هوں - مصرعه

با همیں مردماں به باید ساخت

....

یه سب صحیح هے مگر کیا یه باتیں اخبار میں چهاپ دینے کے قابل تهیں ؟ میں عرض کرونگا که نہیں' اور هرگز نہیں - کیوں ؟ وجه صاف ظاهر هے - نه اسلیے که هم میں اخلاقي جرأت کي کمي هے بلکه اسلیے که جو کام آپ کرنے جا رهے هیں اسکے لیے ان باتوں کا اظهار سد راه هوگا اور آسان کام مشکل بن جایگا - قوم اپنے لیڈروں کي مرید هو رهي هے - ایک لفظ انکے خلاف سننا گناه کبیره هي نہیں بلکه کفر سمجهه رهي هے - اگر آپ اسکے خلاف زبان کهولیدگے تو جو لوگ اسوقت آهسته آهسته آپکے گرد و پیش جمع هونا شروع هو چکے هیں سب کے سب ایک سرے سے کافور هو جاینگے اور آپکے تلخ پند و نصایح کي صف شکن گولیاں صرف هوا میں رایگاں جائیں گي -

---

(جناب غلام نبي صاحب وائیس پوسٹل ڈیپارٹمنٹ گوجرانواله پنجاب)

بجواب استفسار عرض پرداز هوں که مجهے الہلال کي دعوت سے اصولاً اتفاق هے - آپکي طرز تحریر' لب و لہجه' اور طریقۂ اظهار خیالات بهي خالص اسلامي هیں - آپ وهي لکهتے هیں جو قوم کے دل میں هے - اسکا ثبوت و اثر میں ان پُر شوق و مسرور چهروں پر دیکهتا هوں' جو هر هفته آپکا قیمتي جرنل پڑهنے کے لئے میرے مکان پر آتے هیں' بلا استثنی هر شخص الہلال کے صفحات پر وجد کرتا هے - خدا کرے که یه ننها سا پودا جسے آپ اپنے خون دل سے سینچ رهے هیں' بڑهکر ایک تنومند درخت بن جائے اور هندوستان کي موجوده لامذهبي اور الحاد کي کڑکتي دهوپ سے اپنے ننگے جسموں کو بچانے کے لیے اسکے ٹهنڈے اور گهنے سایه میں پناه لیں - میرے دماغ میں خیالات کے هجوم هیں' مگر قلت فرصت سے مجبور هوں - اس ایک جامع و مانع شعر پر قناعت کرتا هوں -

ادا اُنکي نمک پاش جراحت ایسي هوتي هے
که دل اندر سے بول اُٹهتا هے لذت ایسي هوتي هے

(ایک بزرگ از رامپور)

ابتداے اشاعت سے الہلال کے کل پرچے بغور مطالعه کیے - اور گو سب نہیں تو اکثر تو ضرور دوست احباب کو بهي دکهائے - قسم بخدا جس نے دیکها حیران هوگیا - میں نہیں جانتا که آپکے بیان و طرز تحریر میں کیا جادو هے' جو هر ایک شخص کے دل پر ایک خاص اثر هوتا هے - یقیناً یه تاثیر آپکي سچي قومي خدمت و همدردي کا نتیجه هے - خداوند عالم آپکو باین خلوص و محبت همیشه زنده و سلامت رکهے -

آپنے جو اصول الہلال میں قرار دیے هیں' وه دراصل اسلام اور مسلمان بننے کے اصول هیں پهر یه کسطرح هوسکتا هے که کوئي مسلمان (خواه وه آپکي محبت بهرے دل کي حالت سے واقف هو یا نهو - نیز آپکا دوست هو یا دشمن هو - مگر شرط یه هے کے نور ایمان سے اوسکا دل منور هو) ان سے اختلاف کرے ؟

مجهکو نه صرف آپکي اصول' بلکه جمله فروعات و جزئیات سے بالکل اتفاق هے - اور میں بلاخوف تردید صاف لفظوں میں کهتا هوں که جن لیڈروں کو آپکي تحریر تلخ اور کڑوي معلوم هوتي هے وه الحق مرض کا مقتضا هے' آپکي تحریر کا اسمیں کوئي قصور نہیں -

(آئیندہ نمبرون کیلئے جو تصویرین طیار ھین)

(اُن میں سے بعض کي فہرست)

(مشاهير)

امیر عبدالقادر الجزائري

۲ ابو الاحرار مدحت پاشا

۳ شیخ احمد السنوسي

۴ سید ادریسي امام یمن

۵ امیر علي پاشا بن عبد القادر الجزائري

۶ امیر عبدالقادر ثاني بن امیر علي پاشا

۷ هز ایکسلنسی محمود شوکت پاشا

۸ مجاهد دستور و حریت نیازي بک

۹ ابراهیم ثریا بک کمانڈر شرقي طرابلس

۱۰ ڈاکٹر نہاد سزاي بک رئیس هلال احمر قسطنطنیه

۱۱ سوله برس کي عمر کا ایک عثماني مجاهد

۱۲ قسطنطنیه کي موجوده وزارت

۱۳ ایراني مجاهدین کا ماتم سرا

۱۴ ایراني مجاهدین کا حمله

۱۵ بیک باشي نشات بے

۱۶ منصور پاشا مبعوث بنغازي

(مناظر جنگ)

۱۷ طرابلس میں مسیحي تہذیب کے چار خونین مناظر

۱۸ اٹالین هوائي جہاز سے مجاهدین کے کیمپ پر کاغذات پھینک رہے هیں

۱۹ طبروق کا معرکه

۲۰ منصور پاشا مجاهدین طرابلس کے سامنے تقریر کر رہے هیں

۲۱ بیروت بینک کي شکسته دیوارین

۲۲ رودس میں اٹلي کا داخله

طرابلس میں اٹالین کیمپ

۲۴ طبروق کے عثماني کیمپ کے افسر

۲۵ مجاهدین کي عورتین اور بچے میدان جنگ میں

(ایران)

۲۶ تبریز میں روسي لشکر کي لعنت

۲۷ اذر بائیجان میں روسي داخله

۲۸ ایران کے سرداران قبائل

(مراکش)

۲۹ قبائل مراکش کا قتل عام

۳۰ طنجه میں قبائل کا حمله

۳۱ فاس کا قصر حکومت

(عام مناظر و تصاویر)

۳۲ عثماني پارلیمنٹ کا افتتاح

۳۳ سلطان المعظم پارلیمنٹ میں

۳۴ عید دستور

۳۵ رودس کے بعض مناظر

۳۶ ڈارڈینلز کا ایک منظر

۳۷ هلال احمر مصر کا گروپ

۳۸ فرانس کي هلال احمر کا طبي وفد

* * *

۳۹ قونیه میں ایک اسلامي اثر قدیم کا انکشاف

۴۰ سنه ۷۰ هجري کي ایک تحریر کا عکس

۴۱ حکیم مومن خاں " مومن "

۴۲ نواب ضیاء الدین خاں " نیر "

۴۳ مرزا صائب کے دستخطی دیوان کا ایک صفحه

۴۴ مرزا غالب کا ایک دستخطی خط

۴۵ بہادر شاہ کا بستر مرگ

۲۲ فروری ۱۹۱۲

الہلال

روزانـــــہ

—:—

جو ہفتـــہ وار الہـلال کي صوري و معنوي خصوصيات

کے ساتھ عنقـريب شـائـع ہوگا

—*—

ہــر مقـــام پــر ايجنـــٹونکي ضــرورت ہے

جنکو غيرمعمــولي کميشن ديا جاے گا - درخواستيں بہت

جلـد آنا چاہئيــں -

—*—

هذا بيـان للنـاس ، و هدى و موعظـة للمتقين

(۳ : ۱۳۲)

البيان

—*—

دفتـــر الہــلال کا مـاہــوار رســالــہ

جســـکا اصلي موضوع يہ ہوگا کہ قرآن کريـــم اور اسکے متعلق تـمـــام علوم و معـــارف پر

تحقيقـــات کا ايک نيا ذخيرہ فراہـــم کرے ' اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کي

کوشش کرے ' جنکي وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز قرآن کريم کي تعليمات سے

نا اشنا ہوتا جاتا ہے ليکن ساتھہ ھي تقريباً آٹھہ ابواب اور بھي ہونگے جنکے

نيچے مختلف موضوع و بحث کے علمي و مذہبي مضامين شائع کيے

جائيں گے - ضخامت ' وضع و قطع ' اور حسن طبـع و حروف کي

نسبت اسقدر کہدينا کافي ہے کہ انشاء اللہ الہلال کي طرح

وہ بھي اردو پريس ميں پہلا ماہوار ميگزين ہوگا

و مـا توفيقـي الا با اللہ عليــہ توکـلـت

والـيــہ انيـب